ISLAMIC
MOBILITY.COM

نہج البلاغہ

مکتوبات امیر المومنین علی علیہ السلام

علامہ سید رضی علیہ الرحمہ

ترجمہ: علامہ مفتی جعفر حسین

ای بک: مولانا صادق عباس فاضل قم

aalulbayt@gmail.com

موسسہ آل البیتؑ لاہور

بابِ تحریرات

اس میں مولائے کائنات امیرالمومنین علیہ السلام کے وہ خطوط اور تحریریں ہیں جو آپ نے اپنے مخالفین اور اپنے قلمرو کے مختلف شہروں کے حاکموں کے نام بھیجی ہیں اور اس میں کارندوں کے نام جو حکومت کے پروانے اور اپنے صاحبزادوں اور ساتھیوں کے نام جو وصیت نامے لکھے ہیں یا ہدایتیں کی ہیں ان کا انتخاب بھی درج ہے۔ اگرچہ حضرت کا تمام کا تمام کلام انتخاب میں آنے کے لائق ہے۔

مکتوب نمبر 1

جو مدینہ سے بصرہ کی جانب روانہ ہوتے ہوئے اہل کوفہ کے نام تحریر فرمایا۔

خدا کے بندے علیؑ امیرالمومنین کی طرف سے اہل کوفہ کے نام جو مددگاروں میں سر برآوردہ اور قوم عرب میں بلند نام ہیں۔ میں عثمان کے معاملہ سے تمہیں اس طرح آگاہ کیے دیتا ہوں کہ سننے اور دیکھنے میں کوئی فرق نہ رہے لوگوں نے ان پر اعتراضات کیے تو مہاجرین میں سے ایک میں ایسا تھا جو زیادہ سے زیادہ کوشش کرتا تھا کہ ان کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ ہو اور شکوہ شکایت بہت کم کرتا تھا البتہ ان کے بارے میں طلحہ وزبیر کی ہلکی سے ہلکی رفتار بھی تند و تیز تھی اور نرم سے نرم آواز بھی سختی و درشتی لیے ہوئے تھی اور ان پر عائشہ کو بھی بے تحاشہ غصہ تھا چنانچہ ایک گروہ آمادہ ہوگیا اور اس نے انہیں قتل کر دیا اور لوگوں نے میری بیعت کرلی اس طرح کہ نہ ان پر کوئی زبردستی تھی اور نہ انھیں مجبور کیا گیا تھا بلکہ انہوں نے رغبت

اور اختیار سے ایسا کیا اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دار الہجرت مدینہ اپنے رہنے والوں سے خالی ہو گیا ہے۔ اور اس کے باشندوں کے قدم وہاں سے اکھڑ چکے ہیں اور وہ دیگ کی طرح ابل رہا ہے اور فتنہ کی چکی چلنے لگی ہے لہٰذا اپنے امیر کی طرف تیزی سے بڑھو اور اپنے دشمنوں سے جہاد کرنے کے لیے جلدی سے نکل کھڑے ہو۔

مکتوب نمبر 2

جو فتح بصرہ کے بعد اہل کوفہ کی طرف تحریر فرمایا:

خدا تم شہر والوں کو تمہارے نبی کے اہل بیت کی طرف سے بہتر سے بہتر وہ جزا دے جو اطاعت شعاروں اور اپنی نعمت پر شکر گزاروں کو وہ دیتا ہے تم نے ہماری آواز سنی اور اطاعت کے لیے آمادہ ہو گئے اور تمہیں پکارا گیا تو تم لبیک کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔

مکتوب نمبر 3

جو آپ نے شریح ابن حارث قاضی کوفہ کے لیے تحریر فرمائی:۔

روایت ہے کہ امیر المومنین کے قاضی شریح ابن حارث نے آپ کے دور خلافت میں ایک مکان اسی دینار کو خرید کیا۔ حضرت کو اس کی خبر ہوئی تو انھیں بلوا بھیجا اور فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے ایک مکان اسّی دینار کو خرید کیا ہے اور دستاویز بھی تحریر کی ہے اور اس پر گواہوں کی گواہی بھی ڈلوائی ہے؟ شریح نے کہا کہ جی ہاں امیر المومنین! ایسا ہوا تو ہے راوی کہتا ہے۔

اس پر حضرت نے انھیں غصہ کی نظر سے دیکھا اور فرمایا: دیکھو! بہت جلدی ہی وہ ملک الموت تمہارے پاس آ جائے گا جو نہ تمہاری دستاویز دیکھے گا اور نہ تم سے گواہوں کو پوچھے گا اور وہ تمہارا بوریا بستر بندھوا کر یہاں سے نکل باہر کرے گا اور قبر میں اکیلا چھوڑ دے گا اے شریح دیکھو! ایسا تو نہیں کہ تم نے اس گھر کو دوسرے کے مال سے خریدا ہو۔ یا حرام کی کمائی ادا کی ہو اگر ایسا ہو تو سمجھ لو کہ تم نے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی دیکھو اس کی خریداری کے وقت تم میرے پاس آئے ہوتے تو میں اس وقت تمہارے لیے ایک ایسی دستاویز لکھ دیتا کہ تم ایک درہم بلکہ اس سے کم کو بھی اس گھر کے خریدنے کو تیار نہ ہوتے وہ دستاویز یہ ہے۔

یہ وہ ہے جو ایک ذلیل بندے نے ایک ایسے بندے سے کہ جو سفر آخرت کے لیے پادر رکاب ہے خرید کیا ہے ایک ایسا گھر کہ جو دنیا پر فریب میں مرنے والوں کے محلے اور ہلاک ہونے والوں کے خطہ میں واقع ہے جس کے حدودِ اربعہ یہ ہیں۔ پہلی حد آفتوں کے اسباب سے متصل ہے دوسری حد مصیبتوں کے اسباب سے ملی ہوئی ہے اور تیسری حد ہلاک ہونے والی نفسانی خواہشوں تک پہنچی ہے اور چوتھی حد گمراہ کرنے والے شیطان سے تعلق رکھتی ہے اور اسی حد میں اس کا دروازہ کھلتا ہے اس فریب خوردہ امید و آرزو نے اس شخص سے کہ جسے موت دھکیل رہی ہے اس گھر کو خریدا ہے اس قیمت پر کہ اس نے قناعت کی عزت سے ہاتھ اٹھایا اور طلب و خواہش کی ذلت میں جا پڑا۔ اب اگر اس سودے میں خریدار کو کوئی نقصان پہنچے تو بادشاہوں کے جسم کو تہ و بالا کرنے والے گردن کشوں کی جان لینے والے اور کسریٰ اور قیصر تبع و حمیر ایسے فرمانرواؤں کی سلطنتیں الٹ دینے والے اور مال سمیٹ کر اسے

بڑھانے اونچے اونچے محل بنانے سنوارنے انھیں فرش وفروش سے سجانے، اور اولاد کے خیال سے ذخیرے فراہم کرنے اور جاگیریں بنانے والوں سے سب کچھ چھین لینے والے کے ذمہ ہے کہ ان سب کو لے جا کر حساب وکتاب کے موقف اور عذاب وثواب کے محل میں کھڑا کرے اس وقت کہ جب حق وباطل کا دوٹوک فیصلہ ہوگا اور باطل والے وہاں خسارے میں رہیں گے۔

گواہ شد بر ایں عقل: خواہشوں کے بندھن سے الگ اور دنیا کی وابستگیوں سے آزاد ہو۔

مکتوب نمبر 4

ایک سالار لشکر کے نام

اگر وہ اطاعت کی چھاؤں میں پلٹ آئیں تو یہ تو ہم چاہتے ہی ہیں، اور اگر ان کی تانیں بس بغاوت اور نافرمانی ہی پر ٹوٹیں، تو تم فرماں برداروں کو لے کر نافرمانوں کی طرف اٹھ کھڑے ہو، اور جو تمہارا ہمنوا ہو کر تمہارے ساتھ ہے اس کے ہوتے ہوئے منہ موڑنے والوں کی پروا نہ کرو۔ کیونکہ جو بددلی سے ساتھ ہو اس کا نہ ہونا ہونے سے بہتر ہے، اور اس کا بیٹھے رہنا اس کے اٹھ کھڑے ہونے سے زیادہ مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

مکتوب نمبر 5

اشعث ابن قیس والی آذربائیجان کے نام

یہ عہدہ تمہارے لیے کوئی آزوقہ نہیں ہے بلکہ وہ تمہاری گردن میں ایک امانت کا پھندا ہے۔

اورتم اپنے حکمران بالا کی طرف سے حفاظت پر مامور ہو۔تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ رعیت کے معاملہ میں جو چاہو کر گزرو۔خبردار! کسی مضبوط دلیل کے بغیر کسی بڑے کام میں ہاتھ نہ ڈالا کرو تمہارے ہاتھوں میں خدائے بزرگ و برتر کے اموال میں سے ایک مال ہے اورتم اس وقت تک اسکے خزانچی ہو جب تک میرے حوالے نہ کردو بہرحال میں غالباً تمہارے لیے براحکمران تو نہیں ہوں۔

مکتوب نمبر 6

معاویہ بن ابی سفیان کے نام

جن لوگوں نے ابوبکر،عمراورعثمان کی بیعت کی تھی انھوں نے میرے ہاتھ پر اس اصول کے مطابق بیعت کی جس اصول پر وہ ان کی بیعت کر چکے تھے اوراس کی بنا پر جو حاضر ہے اسے پھر نظر ثانی کا حق نہیں اور جو بر وقت موجود نہ ہوا سے درانداز ی کرنے کا اختیار نہیں شوریٰ کا حق صرف مہاجرین وانصار کو ہے وہ اگر کسی پر ایکا کرلیں اوراسے خلیفہ سمجھ لیں تو اسی میں اللہ کی رضاوخوشنودی سمجھی جائے گی اب جو کوئی اس کی شخصیت پر اعتراض یا نیا نظریہ اختیار کرتا ہوا الگ ہوجائے تو اسے وہ سب اسی طرف واپس لائیں گے جدھر سے وہ منحرف ہوا ہے اوراگر انکار کرے تو اس سے لڑیں کیونکہ وہ مومنوں کے طریقے سے ہٹ کر دوسری راہ پر ہولیا ہے اور جدھر وہ پھر گیا اللہ تعالی بھی اسے ادھر ہی پھیر دے گا۔

اے معاویہ! میری جان کی قسم اگرتم اپنی نفسانی خواہشوں سے دور ہو کر عقل سے دیکھو تو سب لوگوں سے زیادہ مجھے عثمان کے خون سے بری پاؤ گے مگر یہ کہ تم بہتان باندھ کر کھلی

ہوئی چیزوں پر پردہ ڈالنے لگو۔ والسلام

مکتوب نمبر 7

(معاویہ ابن سفیان کے نام)

امابعد۔ تمہارا بے جوڑ نصیحتوں کا پلندہ اور بنایا سنوارا ہوا خط میرے پاس آیا جسے اپنی گمراہی کی بنا پر تم نے لکھا اور اس پر تیری بے عقلی نے امضاء کیا ہے۔ یہ ایک ایسے شخص کا خط ہے کہ جسے نہ روشنی نصیب ہے کہ اسے سیدھی راہ دکھائے اور نہ کوئی رہبر ہے کہ اسے صحیح راستے پر ڈالے۔ جسے نفسانی خواہشوں نے پکارا تو وہ لبیک کہہ کر اٹھا اور گمراہی نے اس کی رہبری کی تو وہ اس کے پیچھے ہولیا اور یا وہ گوئی کرتے ہوئے اول فول بکنے لگا اور بے راہ ہوتے ہوئے بھٹک گیا۔

اس مکتوب کا ایک حصہ یہ ہے:

کیونکہ یہ بیعت ایک ہی دفعہ ہوتی ہے نہ پھر اس میں نظر ثانی کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ پھر سے چناو ہوسکتا ہے اس سے منحرف ہونے والا نظام اسلامی پر معترض قرار پاتا ہے اور غور وتامل سے کام لینے والا منافق سمجھا جاتا ہے۔

مکتوب نمبر 8

جب جریر ابن عبداللہ بجلی کو معاویہ کی طرف روانہ کیا اور انھیں پلٹنے میں تاخیر ہوئی توانھیں تحریر فرمایا:

میرا خط ملتے ہی معاویہ کو دوٹوک فیصلے پر آمادہ کرو اور اسے کسی آخری اور قطعی رائے کا پابند بناؤ اور باتوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے پر مجبور کرو کہ گھر سے بے گھر کر دینے والی جنگ یا رسوا کرنے والی صلح اگر وہ جنگ اختیار کرے تو تمام تعلقات اور گفت وشنید ختم کر دو اور اگر صلح چاہے تو اس سے بیعت لے لو۔ والسلام

مکتوب نمبر 9

معاویہ کے نام:

ہماری قوم (قریش) نے ہمارے نبی کو قتل کرنے اور ہماری جڑ اکھاڑ پھینکنے کا ارادہ کیا اور ہمارے لیے غم واندوہ کے سروسامان کئے اور برے برتاؤ ہمارے ساتھ روا رکھے۔ ہمیں آرام وراحت سے روک دیا اور مستقل طور پر خوف ودہشت سے دو چار کر دیا اور ایک سنگلاخ وناہموار پہاڑ میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا اور ہمارے لیے جنگ کی آگ بھڑکا دی مگر اللہ نے ہماری ہمت باندھی کہ ہم پیغمبر کے دین کی حفاظت کریں اور ان کے دامن حرمت پر آنچ نہ آنے دیں۔ ہمارے مومن ان سختیوں کی وجہ سے ثواب کے امیدوار تھے۔ اور ہمارے کافر قرابت کی بناء پر حمایت ضروری سمجھتے تھے۔ اور قریش میں جو لوگ ایمان لائے تھے وہ ہم پر آنے والی مصیبتوں سے کوسوں دور تھے اس عہدو پیمان کی وجہ سے کہ جو ان کی حفاظت سے کرتا تھا، یا اس قبیلے کی وجہ سے کہ ان کی حفاظت کو اٹھ کھڑا ہوتا تھا لہٰذا وہ قتل سے محفوظ تھے اور رسالت مآب کا یہ طریقہ تھا کہ جب جنگ کے شعلے بھڑکتے تھے اور لوگوں

کے قدم پیچھے ہٹنے لگتے تھے تو پیغمبر اپنے اہل بیت کو آگے بڑھا دیتے تھے اور یوں انہیں سینہ سپر بنا کر اصحاب کو نیزہ و شمشیر کی مار سے بچا لیتے تھے۔ چنانچہ عبیدہ ابن حارث بدر میں حمزہ احد میں اور جعفر جنگ موتہ میں شہید ہو گئے ایک اور شخص نے بھی کہ اگر میں چاہوں تو اس کا نام لے سکتا ہوں انہی لوگوں کی طرح شہید ہونا چاہا۔لیکن ان کی عمریں جلد پوری ہو گئیں اور اس کی موت پیچھے جا پڑی۔اس زمانہ (کج رفتار) پر حیرت ہوتی ہے کہ میرے ساتھ ایسوں کا نام لیا جاتا ہے۔جنہوں نے میدان سعی میں میری سی تیز گامی کبھی نہیں دکھائی اور نہ ان کے لیے میرے ایسے دیرینہ اسلامی خدمات ہیں ایسے خدمات کہ جن کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا مگر یہ کہ کوئی مدعی ایسی چیز کا دعویٰ کر بیٹھے کہ جسے میں نہیں جانتا ہوں اور میں نہیں سمجھتا کہ اللہ اسے جانتا ہوگا (یعنی کچھ ہو تو وہ جانے) بہر حال اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

اے معاویہ! تمہارا یہ مطالبہ جو ہے کہ میں عثمان کے قاتلوں کو تمہارے حوالے کر دوں تو میں نے اس کے ہر پہلو پر غور و فکر کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ انہیں تمہارے یا تمہارے علاوہ کسی اور کے حوالے کرنا میرے اختیار سے باہر ہے اور میری جان کی قسم! اگر تم اپنی گمراہی اور انتشار پسندی سے باز نہ آئے تو بہت جلد ہی انہیں پہچان لو گے وہ خود تمہیں ڈھونڈتے ہوئے آئیں گے اور تمہیں جنگلوں دریاؤں پہاڑوں اور میدانوں میں ان کے ڈھونڈنے کی زحمت نہ دیں گے۔مگر یہ ایک ایسا مطلوب ہوگا جس کا حصول تمہارے لیے ناگواری کا باعث ہوگا اور وہ آنے والے ایسے ہوں گے جن کی ملاقات تمہیں خوش نہ کر سکے گی سلام اس پر جو سلام کے لائق ہو۔

مکتوب نمبر 10

معاویہ کی طرف

تم اس وقت کیا کرو گے جب دنیا کے یہ لباس جن میں لپٹے ہوئے ہو تم سے اتر جائیں گے یہ دنیا جو اپنی سج دھج کی جھلک دکھاتی اور اپنے خط و کیف سے ورغلاتی ہے جس نے تمہیں پکارا تو تم نے لبیک کہی اس نے تمہیں کھینچا تو تم اس کے پیچھے ہو لیے اور اس نے تمہیں حکم دیا تو تم نے اس کی پیروی کی وہ وقت دور نہیں کہ بتانے والا تمہیں ان چیزوں سے آگاہ کرے کہ جن سے کوئی سپر تمہیں بچا نہ سکے گی لہٰذا اس دعویٰ سے باز آ جاؤ حساب و کتاب کا سر و سامان کرو اور آنے والی موت کے لیے دامن گردان کر تیار ہو جاؤ اور گمراہوں کی باتوں پر کان نہ دھرو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر میں تمہاری عقلوں پر (جھنجھوڑ کر) تمہیں متنبہ کروں گا تم عیش و عشرت میں پڑے ہو، شیطان نے تم میں اپنی گرفت مضبوط کر لی ہے۔ وہ تمہارے بارے میں اپنی آرزوئیں پوری کر چکا ہے اور تمہارے اندر روح کی طرح سرایت کر گیا اور خون کی طرح (رگ و پے میں) دوڑ رہا ہے

اے معاویہ! بھلا تم لوگ (امیہ کی اولاد) کب رعیت پر حکمرانی کی صلاحیت رکھتے تھے اور کب امت کے امور کے والی و سرپرست تھے بغیر کسی پیش قدمی اور بغیر کسی بلند عزت و منزلت کے ہم دیرینہ بدبختیوں کے گھر کر لینے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں میں اس چیز پر تمہیں متنبہ کئے دیتا ہوں کہ تم ہمیشہ آرزوؤں کے فریب پر فریب کھاتے ہو اور تمہارا ظاہر باطن سے جدا رہتا ہے۔ تم نے مجھے جنگ کے لیے للکارا ہے تو ایسا کرو کہ لوگوں کو ایک طرف

کردو اور خود (میرے مقابلے میں) باہر نکل آؤ۔ دونوں فریق کو کشت و خون سے معاف کرو تا کہ پتہ چل جائے کہ کس کے دل پر زنگ کی تہیں چڑھی ہوئیں اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے میں (کوئی اور نہیں) وہی ابوالحسن ہوں کہ جس نے تمہارے نانا تمہارے ماموں اور تمہارے بھائی کے پرخچے اڑا کر بدر کے دن مارا تھا، وہی تلوار اب بھی میرے پاس ہے اور اسی دل گردے کے ساتھ اب بھی دشمن سے مقابلہ کرتا ہوں نہ میں نے کوئی دین بدلا ہے، نہ کوئی نیا نبی کھڑا کیا ہے اور میں بلاشبہ اسی شاہراہ پر ہوں جسے تم نے اپنے اختیار سے چھوڑ رکھا تھا اور پھر بمجبوری اس میں داخل ہوئے اور تم ایسا ظاہر کرتے ہو کہ تم خون عثمان کا بدلہ لینے کو اٹھے ہو حالانکہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ان کا خون کس کے سر ہے۔ اگر واقعی بدلہ ہی لینا منظور ہے تو انہی سے لو اب تو وہ آنے والا منظر میری آنکھوں میں پھر رہا ہے کہ جب جنگ تمہیں دانتوں سے کاٹ رہی ہوگی اور تم اس طرح بلبلاتے ہو گے، جس طرح بھاری بوجھ سے اونٹ بلبلاتے ہیں اور تمہاری جماعت تلواروں کی تابڑتوڑ مار، سر پر منڈلانے والی قضا اور کشتوں کے پشتے لگ جانے سے گھبرا کر مجھے کتاب خدا کی طرف دعوت دے رہی ہوگی۔ حالانکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کافر اور حق کے منکر ہیں یا بیعت کے بعد اسے توڑ دینے والے ہیں۔

ھدایت 11

دشمن کی طرف بھیجے ہوئے ایک لشکر کو یہ ہدایتیں فرمائیں۔

جب تم دشمن کی طرف بڑھو یا دشمن تمہاری طرف بڑھے تو تمہارا پڑاؤ ٹیلوں کے آگے یا پہاڑ کے دامن میں یا نہروں کے موڑ میں ہونا چاہیے تاکہ یہ چیز تمہارے لیے پشت پناہی اور روک کا کام دے اور جنگ بس ایک طرف یا (زائد سے زائد دو طرف سے ہو) اور پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں کی بلند سطحوں پر دید بانوں کو بٹھا دو تاکہ دشمن کسی کھٹکے کی جگہ سے یا اطمینان والی جگہ سے (اچانک) نہ آپڑے اور اس بات کو جانتے رہو کہ فوج کا ہراوّل دستہ فوج کا خبررساں ہوتا ہے۔ اور ہراوّل دستے کو اطلاعات ان مخبروں سے حاصل ہوتی ہیں (جو آگے بڑھ کر سراغ لگاتے ہیں) دیکھو تتر بتر ہونے سے بچے رہو اترو تو ایک ساتھ اترو اور کوچ کرو تو ایک ساتھ کرو اور جب رات تم پر چھا جائے تو نیزوں کو (اپنے گرد) گاڑ کر ایک دائرہ سا بنا لو صرف اونگھ لینے اور ایک آدھ جھپکی لے لینے کے سوا نیند کا مزہ نہ چکھو۔

ھدایت 12

جب معقل ابن قیس ریاحی کو تین ہزار کے ہراول دستہ کے ساتھ شام روانہ کیا۔ تو یہ ہدایت فرمائی۔

اس اللہ سے ڈرتے رہنا جس کے روبرو پیش ہونا لازمی ہے اور جس کے علاوہ تمہارے لیے کوئی اور آخری منزل نہیں جو تم سے جنگ کرے اس کے سوا کسی سے جنگ نہ کرنا اور صبح و

شام کے ٹھنڈے وقت سفر کرنا اور دوپہر کے وقت لوگوں کو ستانے اور آرام کرنے کا موقع دینا آہستہ چلنا اور شروع رات میں سفر نہ کرنا کیونکہ اللہ نے رات سکون کے لیے بنائی ہے اور اسے قیام کرنے کے لیے رکھا ہے۔ نہ سفر و راہ پیمائی کے لیے۔ اس میں اپنے بدن اور اپنی سواری کو آرام پہنچاؤ اور جب جان لو کہ سپیدہ سحر پھیلنے اور پو پھوٹنے لگی ہے تو اللہ کی برکت پر چل کھڑے ہونا جب دشمن کا سامنا ہو تو اپنے ساتھیوں کے درمیان ٹھہرو اور دیکھو! دشمن کے اتنے قریب نہ پہنچ جاؤ کہ جیسے کوئی جنگ چھیڑنا ہی چاہتا ہے اور نہ اتنے دور ہٹ کر رہو جیسے کوئی لڑائی سے خوفزدہ ہو اس وقت تک کہ جب تک میرا حکم تم تک پہنچے اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ ان کی عداوت تمہیں اس پر آمادہ کر دے کہ تم حق کی دعوت دینے اور ان پر حجت تمام کرنے سے پہلے ان سے جنگ کرنے لگو۔

مکتوب نمبر 13

فوج کے دو سرداروں کے نام:

میں نے مالک ابن حارث اشتر کو تم پر اور تمہارے ماتحت لشکر پر امیر مقرر کیا ہے لہٰذا ان کے فرمان کی پیروی کرو اور انہیں اپنے لیے زرہ اور ڈھال سمجھو۔ کیونکہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن سے کمزوری و لغزش کا اور جہاں جلدی کرنا تقاضائے ہوشمندی ہو وہاں سستی کا اور جہاں ڈھیل کرنا مناسب ہو وہاں جلد بازی کا اندیشہ نہیں ہے۔

ھدایت 14

صفین میں دشمن کا سامنا کرنے سے پہلے اپنے لشکر کو ہدایت فرمائی:

جب تک وہ پہل نہ کریں، تم اُن سے جنگ نہ کرنا، کیونکہ تم بحمدللہ دلیل و حجت رکھتے ہو، اور تمہارا انہیں چھوڑ دینا کہ "وہی پہل کریں،، یہ ان پر دوسری حجت ہوگی۔ خبردار! جب دشمن (منہ کی کھا کر) میدان چھوڑ بھاگے، تو کسی پیٹھ پھرانے والے کو قتل نہ کرنا۔ کسی بے دست و پا پر ہاتھ نہ اُٹھانا کسی زخمی کی جان نہ لینا اور عورتوں کو اذیت پہنچا کر نہ ستانا چاہے وہ تمہاری عزت و آبرو پر گالیوں کے ساتھ حملہ کریں اور تمہارے افسروں کو گالیاں دیں، کیونکہ ان کی قوتیں، ان کی جانیں اور ان کی عقلیں کمزور و ضعیف ہوتی ہیں۔ ہم) پیغمبر کے زمانے میں بھی) مامور تھے کہ ان سے کوئی تعرض نہ کریں۔ حالانکہ وہ مشرک ہوتی تھیں۔ اگر جاہلیت میں بھی کوئی شخص کسی عورت کو پتھر یا لاٹھی سے گزند پہنچاتا تھا تو اس کو اور اس کے بعد کی پشتوں کو مطعون کیا جاتا تھا۔

ھدایت 15

جب لڑنے کے لئے دشمن کے سامنے آتے تھے تو بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے تھے۔

بارِالٰہا! دل تیری طرف کھنچ رہے ہیں، گردنیں تیری طرف اٹھ رہی ہیں۔ آنکھیں تجھ پر لگی

ہوئی ہیں،قدم حرکت میں آ چکے ہیں اور بدن لاغر پڑ چکے ہیں۔

بارِالہا! چھپی ہوئی عداوتیں ابھر آئی ہیں اور کینہ وعناد کی دیگیں جوش کھانے لگی ہیں۔

خداوندا! ہم تجھ سے اپنے نبیؐ کی نظروں سے اوجھل ہو جانے، اپنے دشمنوں کے بڑھ جانے اور اپنی خواہشوں میں تفرقہ پڑ جانے کا شکوہ کرتے ہیں۔ پروردگار! تو ہی ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ کر اور تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔

ھدایت 16

جنگ کے موقع پر اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے:

وہ پسپائی کہ جس کے بعد پلٹنا ہو، اور وہ اپنی جگہ سے ہٹنا جس کے بعد حملہ مقصود ہو، تمہیں گراں نہ گزرے، تلواروں کا حق ادا کر دو، اور پہلوؤں کے بل گرنے والے (دشمنوں) کے لئے میدان تیار رکھو۔ سخت نیزہ لگانے اور تلواروں کا بھرپور ہاتھ چلانے کے لئے اپنے کو آمادہ کرو۔ آوازوں کو دبا لو کہ اس سے بوداپن قریب نہیں پھٹکتا۔

اس ذات کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور جاندار چیزوں کو پیدا کیا، یہ لوگ اسلام نہیں لائے تھے بلکہ اطاعت کر لی تھی، اور دلوں میں کفر چھپائے رکھا تھا۔ اب جب کہ یار و مددگار مل گئے تو اسے ظاہر کر دیا۔

مکتوب نمبر 17

معاویہ کے خط کے جواب میں!

تمہارا یہ مطالبہ کہ میں شام کا علاقہ تمہارے حوالے کر دوں تو میں آج وہ چیز تمہیں دینے سے رہا کہ جس سے کل انکار کر چکا ہوں اور تمہارا یہ کہنا کہ جنگ نے عرب کو کھا ڈالا ہے اور آخری سانسوں کے علاوہ اس میں کچھ نہیں رہا تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے جسے حق نے کھایا ہے وہ جنت کو سدھارا ہے اور جسے باطل نے لقمہ بنایا ہے وہ دوزخ میں جا پڑا ہے رہا یہ دعویٰ کے ہم فن جنگ اور کثرت تعداد میں برابر برابر کے ہیں تو یاد رکھو تم شک میں اتنے سرگرم عمل نہیں ہو سکتے جتنا میں یقین پر قائم رہ سکتا ہوں اور اہل شام دنیا پر اتنے مرمٹے ہوئے نہیں جتنا اہل عراق آخرت پر جان دینے والے ہیں تمہارا یہ کہنا کہ ہم عبد مناف کی اولاد ہیں تو ہم بھی ایسے ہی ہیں۔مگر امیہ، ہاشم کے اور حرب، عبد المطلب کے اور ابوسفیان، ابو طالب کے برابر نہیں ہیں۔(فتح مکہ کے بعد) چھوڑ دیا جانے والا مہاجر کا ہم مرتبہ نہیں اور الگ سے نتھی کیا ہوا روشن و پاکیزہ نسبت والے کی مانند نہیں اور غلط کار حق کے پرستار کا ہم پلہ نہیں۔اور منافق مومن کا ہم درجہ نہیں ہے۔کتنی بری نسل وہ نسل ہے جو جہنم میں گر جانے والے اسلاف کی ہی پیروی کر رہی ہے۔

پھر اس کے بعد ہمیں نبوت کا بھی شرف حاصل ہے کہ جس کے ذریعے ہم نے طاقتور کو کمزور اور پست کو بلند و بالا کر دیا اور جب اللہ نے عرب کو اپنے دین میں جوق در جوق داخل کیا اور امت اپنی خوشی سے یا ناخوشی سے اسلام لے آئی تو تم وہ لوگ تھے کہ جو لالچ اور ڈر سے

اسلام لائے اس وقت کہ جب سبقت کرنے والے سبقت حاصل کر چکے تھے اور مہاجرین اوّلین فضل وشرف کو لے جا چکے تھے۔

(سنو) شیطان کا اپنے میں ساجھا نہ رکھو اور نہ اسے اپنے اوپر چھا جانے دو۔

مکتوب نمبر 18

والی بصرہ عبداللہ ابن عباس کے نام:

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ بصرہ وہ جگہ ہے جہاں شیطان اترتا ہے اور جتنے سر اٹھاتے ہیں۔ یہاں کے باشندوں کو حسن سلوک سے خوش رکھو اور ان کے دلوں سے خوف کی گرہیں کھول دو۔ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم بنی تمیم سے درشتی کے ساتھ پیش آتے ہو اور ان پر سختی روا رکھتے ہو۔ بنی تمیم تو وہ ہیں کہ جب بھی ان کا کوئی ستارہ ڈوبتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا ابھرتا ہے اور جاہلیت اور اسلام میں کوئی ان سے جنگ جوئی میں بڑھ نہ سکا۔ اور پھر انہیں ہم سے قرابت کا لگاؤ اور عزیزداری کا تعلق بھی ہے کہ اگر ہم اس کا خیال رکھیں گے تو اجر پائیں گے اور اس کا لحاظ نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ دیکھو ابن عباس! خدا تم پر رحم کرے۔ (رعیت کے بارے میں) تمہارے ہاتھ اور زبان سے جو اچھائی اور برائی ہونے والی ہو اس میں جلد بازی نہ کیا کرو۔ کیونکہ ہم دونوں اس (ذمہ داری) میں برابر کے شریک ہیں۔ تمہیں اس حسن ظن کے مطابق ثابت ہونا چاہیے جو مجھے تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے بارے میں میری رائے غلط ثابت نہ ہونا چاہیے۔ والسلام!

مکتوب نمبر19

ایک عامل کے نام:

تمہارے شہر کے زمینداروں نے تمہاری سختی، سنگدلی تحقیر آمیز برتاؤ اور تشدد کے رویہ کی شکایت کی ہے میں نے غور کیا تو وہ شرک کی وجہ سے اس قابل تو نظر نہیں آتے کہ انہیں نزدیک کرلیا جائے اور معاہدہ کی بنا پر انہیں دور پھینکا اور دھتکارا بھی نہیں جا سکتا لہٰذا ان کے لئے نرمی کا ایسا شعار اختیار کرو جس میں کہیں نرمی برتو اور قرب و بعد اور نزدیکی و دوری کو سمو کر بین بین راستہ اختیار کرو ان شاء اللہ

مکتوب نمبر 20

زیاد ابن ابیہ کے نام:

جب کہ عبداللہ ابن عباس بصرہ، نواحی اہواز اور فارس و کرمان پر حکمران تھے اور یہ بصرہ میں ان کا قائم مقام تھا۔

میں اللہ کی سچی قسم کھاتا ہوں کہ اگر مجھے یہ پتہ چل گیا کہ تم نے مسلمانوں کے مال میں خیانت کرتے ہوئے کسی چھوٹی یا بڑی چیز میں ہیر پھیر کیا ہے۔تو یاد رکھو کہ میں ایسی مار ماروں گا کہ جو تمہیں تہی دست، بوجھل پیٹھ والا اور بے آبرو کر کے چھوڑے گی۔ والسلام!

مکتوب نمبر 21

زیاد ابن ابیہ کے نام!

میانہ روی اختیار کرتے ہوتے فضول خرچی سے باز آو، آج کے دن کل کو بھول نہ جاؤ ۔صرف ضرورت بھر کے لئے مال روک کر باقی محتاجی کے دن کے لئے آگے بڑھاؤ۔

کیا تم یہ آس لگائے بیٹھے ہو کہ اللہ تمہیں عجز و انکساری کرنے والوں کا اجر دے گا حالانکہ تم اس کے نزدیک متکبروں میں سے ہو اور یہ طمع رکھتے ہو کہ وہ خیرات کرنے والوں کا ثواب تمہارے لئے قرار دے گا۔حالانکہ تم عشرت سامانیوں میں لوٹ رہے ہو اور بیکسوں اور بیواؤں کو محروم کر رکھا ہے۔انسان اپنے ہی کئے کی جزا پاتا ہے اور جو آگے بھیج چکا ہے وہی آگے بڑھ کر پائے گا والسلام!

مکتوب نمبر 22

عبداللہ ابن عباس کے نام

عبداللہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ جتنا فائدہ میں نے اس کلام سے حاصل کیا ہے اتنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کے بعد کسی کلام سے حاصل نہیں کیا۔

انسان کو کبھی ایسی چیز کا پالینا خوش کرتا ہے جو اس کے ہاتھوں سے جانے والی ہوتی ہی نہیں اور کبھی ایسی چیز کا ہاتھ سے نکل جانا اسے غمگین کر دیتا ہے جو اسے حاصل ہونے والی ہوتی ہی نہیں۔یہ خوشی اور غم بیکار ہے۔تمہاری خوشی صرف آخرت کی حاصل کی ہوئی چیزوں پر ہونی

چاہیے اور اس میں کوئی چیز جاتی رہے اس پر رنج ہونا چاہیے اور جو چیز دنیا سے پالو اس پر زیادہ خوش نہ ہو اور جو چیز اس سے جاتی رہے اس پر بیقرار ہو کر افسوس کرنے نہ لگو بلکہ تمہیں موت کے بعد پیش آنے والے حالات کی طرف اپنی توجہ موڑنا چاہیے۔

مکتوب نمبر 23

جب ابن ملجم نے آپ کے سر اقدس پر ضرب لگائی تو انتقال سے کچھ پہلے آپ نے بطور وصیت ارشاد فرمایا:

تم لوگوں سے میری وصیت ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا، اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو ضائع و برباد نہ کرنا، دونوں ستونوں کو قائم کئے رہنا۔ اور دونوں چراغوں کو روشن رکھنا۔ بس پھر برائیوں نے تمہارا پیچھا چھوڑ دیا۔ میں کل تمہارا ساتھی تھا اور آج تمہارے لئے (سراپا) عبرت ہوں اور کل کو تمہارا ساتھ چھوڑ دوں گا۔ اگر میں زندہ رہا تو مجھے اپنے خون کا اختیار ہوگا اور اگر مر جاؤں تو موت میری وعدہ گاہ ہے۔ اگر معاف کر دوں تو یہ میرے لئے رضائے الٰہی کا باعث ہے اور وہ تمہارے لئے بھی نیکی ہوگی۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے؟ خدا کی قسم یہ موت کا ناگہانی حادثہ ایسا نہیں کہ میں اسے ناپسند جانتا ہوں۔ میری مثال بس اس شخص کی سی ہے جو رات بھر پانی کی تلاش میں چلے اور صبح ہوتے چشمہ پر پہنچ جائے اور اس ڈھونڈنے والے کے مانند ہوں جو مقصد کو پالے، اور جو اللہ کے یہاں ہے وہی نیکو کاروں کے لئے بہتر ہے۔

وصیت 24

حضرت کی وصیت اس امر کے متعلق کہ آپ کے اموال میں کیا عمل درآمد ہوگا۔

اسے صفین سے پلٹنے کے بعد تحریر فرمایا۔

یہ وہ ہے جو خدا کے بندے امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ نے اپنے اموال (اوقاف) کے بارے میں حکم دیا ہے محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے تاکہ وہ اس کی وجہ سے مجھے جنت میں داخل کرے اور امن و آسائش عطا فرمائے۔

اس وصیت کا ایک حصہ یہ ہے

حسن ابنِ علیؑ اس کے متولی ہوں گے جو اس مال سے مناسب طریقہ پر روزی لیں گے اور امورخیر میں صرف کریں گے۔ اگر حسنؑ کو کچھ ہو جائے اور حسینؑ زندہ ہوں، تو ان کے بعد اس کو سنبھال لیں گے، اور انہی کی راہ پر چلائیں گے۔ علیؑ کے اوقاف میں جتنا حصہ فرزندانِ علیؑ کا ہے، اتنا ہی اولادِ فاطمہؑ کا ہے۔ بے شک میں نے صرف اللہ کی رضا مندی، رسول کے تقرب، ان کی عزت و حرمت کے اعزاز اور ان کی قرابت کے احترام کے پیشِ نظر اس کی تولیت فاطمہؑ کے دونوں فرزندوں سے مخصوص کی ہے اور جو اس جائیداد کا متولی ہو اس پر یہ پابندی عائد ہوگی کہ وہ مال کو اس کی اصلی حالت پر رہنے دے اور اس کے پھلوں کو ان مصارف میں جن کے متعلق ہدایت کی گئی ہے تصرف میں لائے اور یہ کہ وہ ان دیہاتوں کے نخلستانوں کی نئی پود کو فروخت نہ کرے۔ یہاں تک کہ ان دیہاتوں کی زمین کا ان نئے

درختوں کے جم جانے سے عالم ہی دوسرا ہو جائے اور وہ کنیزیں جو میرے تصرف میں ہیں ان میں سے جس کی گود میں بچہ ہے یا پیٹ میں ہے تو وہ بچے کے حق میں روک لی جائے گی اور اس کے حصہ میں شمار ہو گی۔ پھر اگر بچہ مر بھی جائے اور وہ زندہ ہو، تو بھی وہ آزاد ہو گی۔ اس سے غلامی چھٹ گئی ہے اور آزادی اسے حاصل ہو چکی ہے۔

وصیت25

جن کارندوں کو زکوٰۃ وصدقات کے وصول کرنے پر مقرر کرتے تھے، ان کے لئے یہ ہدایت نامہ تحریر فرماتے تھے

اور ہم نے اس کے چند ٹکڑے یہاں پر اس لئے درج کئے ہیں کہ معلوم ہو جائے کہ آپ ہمیشہ حق کے ستون کھڑے کرتے تھے اور ہر چھوٹے بڑے اور پوشیدہ وظاہر امور میں عدل کے نمونے قائم فرماتے تھے۔ اللہ وحدہٗ لاشریک کا خوف دل میں لئے ہوئے چل کھڑے ہو،

خدائے وحدہ لہ شریک کے تقویٰ کے ساتھ چلو اور دیکھو! کسی مسلمان کو خوفزدہ نہ کرنا اور اس (کے املاک) پر اس طرح سے نہ گزرنا کہ اسے ناگوار گزرے اور جتنا اس کے مال میں اللہ کا حق نکلتا ہو اس سے زائد نہ لینا۔ جب کسی قبیلے کی طرف جانا تو لوگوں کے گھروں میں گھسنے کے بجائے پہلے ان کے کنوؤں پر جا کر اترنا۔ پھر سکون و وقار کے ساتھ ان کی طرف بڑھنا۔ یہاں تک کہ جب ان میں جا کر کھڑے ہو جاؤ، تو ان پر سلام کرنا اور آداب وتسلیم میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھنا اس کے بعد ان سے کہنا کہ اے اللہ کے بندو! مجھے اللہ کے ولی اور

اس کے خلیفہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔اگر تمہارے مال میں اللہ کا کوئی حق نکلتا ہے تو اسے وصول کروں۔لہٰذا تمہارے مال میں اللہ کا کوئی واجب الادا حق ہے کہ جسے اللہ کے ولی تک پہنچاؤ، اگر کوئی کہنے والا کہے کہ نہیں تو پھر اس سے دُہرا کر نہ پوچھنا اور اگر کوئی ہاں کہنے والا ہاں کہے،تو اسے ڈرائے دھمکائے یا اس پر سختی وتشدد کئے بغیر اس کے ساتھ ہو لینا اور جو سونا یا چاندی (درہم و دینار) وہ دے، لے لینا اور اگر اس کے پاس گائے، بکری یا اونٹ ہوں تو ان کے غول میں اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہونا۔کیونکہ ان میں زیادہ حصہ تو اسی کا ہے اور جب (اجازت کے بعد) ان تک جانا تو یہ اختیار نہ کرنا کہ جیسے تمہیں اس پر پورا قابو ہے، اور تمہیں اس پر تشدد کرنے کا حق حاصل ہے۔دیکھو نہ کسی جانور کو بھڑکانا، نہ ڈرانا اور نہ اس کے بارے میں اپنے غلط رویہ سے مالک کو رنجیدہ کرنا۔جتنا مال ہو اس کے دو حصے کر دینا اور مالک کو یہ اختیار دینا (کہ وہ جونسا حصہ چاہے پسند کرلے اور جب وہ کوئی سا حصہ منتخب کرلے تو اس کے انتخاب سے تعرض نہ کرنا۔پھر بقیہ حصے کے دو حصے کر دینا اور مالک کو اختیار دینا (کہ وہ جو حصہ چاہے لے لے) اور جب وہ ایک حصہ منتخب کرلے تو اس کے انتخاب پر معترض نہ ہونا، یونہی ایسا ہی کرتے رہنا۔یہاں تک کہ بس اتنا رہ جائے جتنے سے اس مال میں جو اللہ کا حق ہے وہ پورا ہو جائے تو اسے بس تم اپنے قبضہ میں کر لینا اور اس پر بھی اگر وہ پہلے انتخاب کو مسترد کر کے دوبارہ انتخاب کرنا چاہیے،تو اسے اس کا موقع دو اور دونوں حصوں کو ملا کر پھر نئے سرے سے وہی کرو جس طرح پہلے کیا تھا۔یہاں تک کہ اس کے مال سے اللہ کا حق لے لو۔ہاں دیکھو! کوئی بوڑھا بالکل پھونس اونٹ اور جس کی کمر شکستہ

یا پیر ٹوٹا ہوا ہو، یا بیماری کا مارا ہوا یا عیب دار ہو، نہ لینا اور انہیں کسی ایسے شخص کی امانت میں سونپنا جس کی دینداری پر تم کو اعتماد ہو کہ جو مسلمانوں کے مال کی نگہداشت کرتا ہوا ان کے امیر تک پہنچا دے تا کہ وہ اس مال کو مسلمانوں میں بانٹ دے۔ کسی ایسے ہی شخص کے سپرد کرنا جو خیر خواہ، خدا ترس، امانت دار اور نگران ہو کہ نہ تو ان پر سختی کرے، اور نہ دوڑا دوڑا کر انہیں لاغر وخستہ کرے نہ انہیں تھکا مارے اور نہ تعب و مشقت میں ڈالے۔ پھر جو کچھ تمہارے پاس جمع ہوا سے جلد سے جلد ہماری طرف بھیجتے رہنا تا کہ ہم جہاں جہاں اللہ کا حکم ہے اسے کام میں لائیں۔ جب تمہارا امین اس مال کو اپنی تحویل میں لے لے، تو اسے فہمائش کرنا کہ وہ اونٹنی اور اس کے دودھ پیتے بچے کو الگ الگ نہ رکھے اور نہ اس کا سارے کا سارا دودھ دوھ لیا کرے کہ بچے کے لئے ضرر رسانی کا باعث بن جائے اور اس پر سواری کر کے اسے ہلکان نہ کر ڈالے۔ اس میں اور اس کے ساتھ کی دوسری اونٹنیوں میں (سواری کرنے اور دوہنے میں) انصاف ومساوات سے کام لے۔ تھکے ماندے اونٹ کو ستانے کا موقع دے اور جس کے کُھر گھس گئے ہوں یا پیر لنگ کرنے لگے ہوں اسے آہستگی اور نرمی سے لے چلے اور ان کی گزرگاہوں میں جو تالاب پڑیں وہاں انہیں پانی پینے کے لئے اتارے اور زمین کی ہریالی سے ان کا رخ موڑ کر (بے آب وگیاہ) راستوں پر نہ لے چلے اور وقتاً فوقتاً انہیں راحت پہنچاتا رہے اور جہاں تھوڑا بہت پانی یا گھاس سبزہ ہو انہیں کچھ دیر کے لئے مہلت دے تا کہ جب وہ ہمارے پاس پہنچیں تو وہ بحکم خدا موٹے تازے ہوں اور ان کی ہڈیوں کا گودا بڑھ چکا ہو، وہ تھکے ماندے اور خستہ حال نہ ہوں تا کہ ہم اللہ کی کتاب اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق انہیں تقسیم کریں۔ بے شک یہ تمہارے لئے بڑے ثواب کا باعث اور منزل ہدایت تک پہنچنے کا ذریعۂ ہوگا۔ان شاءاللہ۔

مکتوب نمبر 26

ایک کارندے کے نام جسے زکوٰۃ اکٹھا کرنے کے لئے بھیجا تھا، یہ عہدنامہ تحریر فرمایا

میں اُنہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنے پوشیدہ ارادوں اور مخفی کاموں میں اللہ سے ڈرتے رہیں جہاں نہ اللہ کے علاوہ کوئی گواہ ہوگا اور نہ اس کے ماسوا کوئی نگران ہے اور انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ ظاہر میں اللہ کا کوئی ایسا فرمان بجا نہ لائیں کہ ان کے چھپے ہوئے اعمال اس سے مختلف ہوں اور جس شخص کا باطن وظاہر اور کردار و گفتار مختلف نہ ہو، اس نے امانتداری کا فرض انجام دیا اور اللہ کی عبادت میں خلوص سے کام لیا اور میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ لوگوں کو آزردہ نہ کریں اور نہ انہیں پریشان کریں، اور نہ ان سے اپنے عہدے کی برتری کی وجہ سے بے رخی برتیں کیونکہ وہ دینی بھائی اور زکوٰۃ وصدقات کے برآمد کرنے میں معین و مددگار ہیں۔ یہ معلوم ہے کہ اس زکوٰۃ میں تمہارا بھی معین حصہ اور جانا پہچانا ہوا حق ہے اور اس میں بیچارے مسکین اور فاقہ کش لوگ بھی تمہارے شریک ہیں، اور ہم تمہارا حق پورا پورا ادا کرتے ہیں، تو تم بھی ان کا حق پورا پورا ادا کرو۔ نہیں تو یاد رکھو کہ روز قیامت تمہارے ہی دشمن سب سے زیادہ ہوں گے، اور وائے بدبختی اس شخص کی جس کے خلاف اللہ کے حضور فریق بن کر کھڑے ہونے والے فقیر، نادار، سائل، دھتکارے ہوئے لوگ قرضدار اور (بے خرچ) مسافر ہوں۔ یاد رکھو! کہ جو شخص امانت کو بے وقعت سمجھتے ہوئے اسے ٹھکرا دے اور

خیانت کی چراگاہوں میں چرتا پھرے اور اپنے کو اور اپنے دین کو اس کی آلودگی سے نہ بچائے، تو اس نے دنیا میں بھی اپنے کو ذلتوں اور خواریوں میں ڈالا، اور آخرت میں بھی رسوا و ذلیل ہوگا۔ سب سے بڑی خیانت امت کی خیانت ہے، اور سب سے بڑی فریب کاری پیشوائے دین کو دغا دینا ہے۔ والسّلام

عہد نامہ 27

محمد ابن ابی بکر کے نام جب کہ انہیں مصر کی حکومت سپرد کی:

لوگوں سے تواضع کے ساتھ ملنا، ان سے نرمی کا برتاؤ کرنا، کشادہ روئی سے پیش آنا اور سب کو ایک نظر سے دیکھنا تاکہ بڑے لوگ تم سے اپنی ناحق طرف داری کی امید نہ رکھیں اور چھوٹے لوگ تمہارے عدل و انصاف سے ان (بڑوں) کے مقابلہ میں ناامید نہ ہو جائیں۔ کیونکہ اے اللہ کے بندو! اللہ تمہارے چھوٹے، بڑے، کھلے، ڈھکے اعمال کی تم سے باز پرس کرے گا اور اس کے بعد اگر وہ عذاب کرے، تو یہ تمہارے خود ظلم کا نتیجہ ہے، اور اگر وہ معاف کر دے، تو وہ اس کے کرم کا تقاضا ہے۔

خدا کے بندو! تمہیں جاننا چاہئے کہ پرہیزگاروں نے جانے والی دنیا اور آنے والی آخرت دونوں کے فائدے اٹھائے۔ وہ دنیا والوں کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک رہے، مگر دنیادار ان کی آخرت میں حصہ نہ لے سکے، وہ دنیا میں بہترین طریقہ پر رہے اور اچھے سے اچھا کھایا اور اس طرح وہ ان تمام چیزوں سے بہرہ یاب ہوئے جو عیش پسند لوگوں کو حاصل تھیں اور وہ سب کچھ حاصل کیا کہ جو سرکش و متکبر لوگوں کو حاصل تھا۔ پھر وہ منزل مقصود پر پہنچانے والے

زاد کا سروسامان اور نفع کا سودا کر کے دنیا سے روانہ ہوئے۔انہوں نے دنیا میں رہتے ہوئے ترک دنیا کی لذت چکھی اور یہ یقین رکھا کہ وہ کل اللہ کے پڑوس میں ہوں گے جہاں نہ ان کی کوئی آواز ٹھکرائی جائے گی، نہ ان کے حظ ونصیب میں کمی ہوگی۔تو اللہ کے بندو! موت اور اس کی آمد سے ڈرو، اور اس کے لئے سروسامان فراہم کرو۔وہ آئے گی اور ایک بڑے حادثے اور عظیم سانحے کے ساتھ آئے گی۔جس میں یا تو بھلائی ہی بھلائی ہوگی کہ برائی کا اس میں کبھی گزر نہ ہوگا۔یا ایسی برائی ہوگی کہ جس میں کبھی بھلائی کا شائبہ نہ آئے گا۔کون ہے جو جنت کے کام کرنے والے سے زیادہ جنت کے قریب ہو اور کون ہے جو دوزخ کے کام کرنے والے سے زیادہ دوزخ کے نزدیک ہو؟ تم وہ شکار ہو، جس کا موت پیچھا کئے ہوئے ہے۔اگر تم ٹھہرے رہو گے جب بھی تمہیں گرفت میں لے لے گی، اور اگر اس سے بھاگو گے جب بھی وہ تمہیں پالے گی وہ تو تمہارے سایہ سے بھی زیادہ تمہارے ساتھ ساتھ ہے۔ موت تمہاری پیشانی کے بالوں سے جکڑ کر باندھ دی گئی ہے، اور دنیا تمہارے عقب سے تہہ کی جارہی ہے لہٰذا جہنم کی اس آگ سے دور جس کا گہراؤ دور تک چلا گیا ہے جس کی تپش بے پناہ ہے اور جس کا عذاب ہمیشہ نیا اور تازہ رہتا ہے۔وہ ایسا گھر ہے جس میں رحم وکرم کا سوال ہی نہیں، نہ اس میں کوئی فریاد سنی جاتی ہے اور نہ کرب واذیت سے چھٹکارا ملتا ہے۔اگر یہ کر سکو کہ تم اللہ کا زیادہ خوف بھی رکھو اور اس سے اچھی امید بھی وابستہ رکھو، تو ان دونوں باتوں کو اپنے اندر جمع کرلو۔کیونکہ بندے کو اپنے پروردگار سے اتنی ہی امید بھی ہوتی ہے جتنا کہ اس کا ڈر ہوتا ہے، اور جو سب سے زیادہ اللہ سے امید رکھتا ہے وہی سب سے زیادہ اس سے

خائف ہوتا ہے۔

اے محمد ابن ابی بکر! اس بات کو جان لو کہ میں نے تمہیں مصر والوں پر کہ جو میری سب سے بڑی سپاہ ہیں، حکمران بنایا ہے۔ اب تم سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ تم اپنے نفس کی خلاف ورزی نہ کرنا، اور اپنے دین کے لئے سینہ سپر رہنا اگرچہ تمہیں زمانہ میں ایک ہی گھڑی کا موقع حاصل ہو اور مخلوقات میں سے کسی کو خوش کرنے کے لئے اللہ کو ناراض نہ کرنا کیونکہ اوروں کا عوض تو اللہ میں مل سکتا ہے، مگر اللہ کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔ نماز کو اس کے مقررہ وقت پر ادا کرنا اور فرصت ہونے کی وجہ سے قبل از وقت نہ پڑھ لینا، اور مشغولیت کی وجہ سے اسے پیچھے ڈال دینا۔ یاد رکھو! کہ تمہارا ہر عمل نماز کے تابع ہے۔

اس عہد نامہ کا ایک حصہ یہ ہے

ہدایت کا امام اور ہلاکت کا پیشوا، پیغمبر کا دوست اور پیغمبر کا دشمن برابر نہیں ہو سکتے۔ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں نہ مومن سے کھٹکا ہے، اور نہ مشرک سے کیونکہ مومن کی اللہ اس کے ایمان کی وجہ سے (گمراہ کرنے سے) حفاظت کرے گا اور مشرک کو اس کے شرک کی وجہ سے ذلیل وخوار کرے گا (کہ کوئی اس کی بات پر کان نہ دھرے گا) بلکہ مجھے تمہارے لئے ہر اس شخص سے اندیشہ ہے کہ جو دل سے منافق اور زبان سے عالم ہے۔ کہتا وہ ہے جسے تم اچھا سمجھتے ہو، اور کرتا وہ ہے جسے تم برا جانتے ہو۔

مکتوب 28

معاویہ کے نام

یہ مکتوب امیر المومنینؑ کے بہترین مکتوبات میں سے ہے:

تمہارا خط پہنچا، تم نے اس میں یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دین کے لئے منتخب فرمایا، اور تائید و نصرت کرنے والے ساتھیوں کے ذریعہ ان کو توانائی بخشی۔ زمانہ نے تمہارے عجائبات پر اب تک پردہ ہی ڈالے رکھا تھا جو یوں ظاہر ہو رہے ہیں کہ تم ہمیں ہی خبر دے رہے ہو، ان احسانات کی جو خود ہمیں پر ہوئے ہیں اور اس نعمت کی جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے ہمیں پر ہوئی ہے۔ اس طرح تم ویسے ٹھہرے جیسے ہجر کی طرف کھجوریں لاد کر لے جانے والا یا اپنے استاد کو تیر اندازی کے مقابلے کی دعوت دینے والا۔ تم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اسلام میں سب سے افضل فلاں اور فلاں (ابوبکر و عمر) ہیں۔ یہ تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر صحیح ہو تو تمہارا اس سے کوئی واسطہ نہیں، اور غلط ہو تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اور بھلا کہاں تم اور کہاں یہ بحث کہ کون افضل ہے اور کون غیر افضل، اور کون حاکم ہے اور کون رعایا! بھلا آزاد کردہ لوگوں اور ان کے بیٹوں کو یہ حق کہاں سے ہو سکتا ہے کہ وہ مہاجرین اولین کے درمیان امتیاز کرنے، ان کے درجے ٹھہرانے اور ان کے طبقے پہچنوانے بیٹھیں۔ کتنا نامناسب ہے کہ جوئے کے تیروں میں نقلی تیر آواز دینے لگے اور کسی معاملہ میں فیصلہ کرنے بیٹھے جس کے خود خلاف۔ بہر حال اس میں فیصلہ ہونا ہے۔ اے شخص، تو اپنے پیروں کے لنگ کو دیکھتے ہوئے اپنی حد پر ٹھہرتا کیوں نہیں، اور اپنی کوتاہ دستی

کو سمجھتا کیوں نہیں پیچھے ہٹ کر رکتا وہیں جہاں قضا وقدر کا فیصلہ تجھے پیچھے ہٹا چکا ہے۔ آخر تجھے کسی مغلوب کی شکست سے اور کسی فاتح کی کامرانی سے سروکار ہی کیا ہے! تمہیں محسوس ہونا چاہئے کہ تم حیرت وسرگشتگی میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہو، اور راہ راست سے منحرف ہو۔ آخر تم نہیں دیکھتے اور یہ میں جو کہتا ہوں، تمہیں کوئی اطلاع دینا نہیں ہے، بلکہ اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا ہے کہ مہاجرین وانصار کا ایک گروہ خدا کی راہ میں شہید ہوا، اور سب کے لئے فضیلت کا ایک درجہ ہے۔ مگر جب ہم میں سے شہید نے جام شہادت پیا، تو اسے سید الشہدا ٔ کہا گیا اور پیغمبر نے صرف اسے یہ خصوصیت بخشی کہ اس کی نماز جنازہ میں ستر تکبیریں کہیں اور کیا نہیں دیکھتے کہ بہت لوگوں کے ہاتھ خدا کی راہ میں کاٹے گئے اور ہر ایک کے لئے ایک حد تک فضیلت ہے۔ مگر جب ہمارے آدمی کے لئے یہی ہوا جو اوروں کے ساتھ ہو چکا تھا، تو اسے الطیار فی الجنہ (جنت میں پرواز کرنے والا) اور ذوالجناحین (دو پروں والا) کہا گیا اور اگر خداوند عالم نے خودستائی سے روکا نہ ہوتا تو بیان کرنے والا اپنے بھی وہ فضائل بیان کرتا کہ مومنوں کے دل جن کا اعتراف کرتے ہیں، اور سننے والوں کے کان انہیں اپنے سے الگ نہیں کرنا چاہتے۔ ایسوں کا ذکر کیوں کرو جن کا تیر نشانوں سے خطا کرنے والا ہے۔ ہم وہ ہیں جو براہ راست اللہ سے نعمتیں لے کر پروان چڑھے ہیں اور دوسرے ہمارے احسان پروردہ ہیں۔ ہم نے اپنی نسلاً بعد نسل چلی آنے والی عزت اور تمہارے خاندان پر قدیمی برتری کے باوجود کوئی خیال نہ کیا، اور تم سے میل جول رکھا اور برابر والوں کی طرح رشتے دیئے لئے۔ حالانکہ تم اس منزلت پر نہ تھے اور ہو کیسے سکتے ہو

جبکہ ہم میں نبی اور تم میں جھٹلانے والا، ہم میں اسد اللہ اور تم میں اسد الاحلاف، ہم میں دو سردار جوانانِ اہل جنت اور تم میں جہنمی لڑکے ہم میں ایسی ہی بہت باتیں جو ہماری بلندی اور تمہاری پستی کی آئینہ دار ہیں۔

چنانچہ ہمارا ظہور اسلام کے بعد کا دور بھی وہ ہے جس کی شہرت ہے اور جاہلیت کے دور کا بھی ہمارا امتیاز نا قابل انکار ہے اور اس کے بعد جو رہ جائے، وہ اللہ کی کتاب جامع الفاظ میں ہمارے لئے بتا دیتی ہے، ارشاد الٰہی ہے: " قرابت دار آپس میں ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں،، دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا ہے" ابراہیمؑ کے زیادہ حق دار وہ لوگ تھے جو ان کے پیرو کار تھے اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ ایمان والوں کا سرپرست ہے،، تو ہمیں قرابت کی وجہ سے بھی دوسروں پر فوقیت حاصل ہے اور اطاعت کی وجہ سے بھی ہمارا حق فائق ہے اور سقیفہ کے دن جب مہاجرین نے رسول کی قرابت کو استدلال میں پیش کیا تو انصار کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے تو ان کی کامیابی اگر قرابت کی وجہ سے تھی، تو پھر یہ خلافت ہمارا حق ہے نہ کہ ان کا اور اگر استحقاق کا کچھ اور معیار ہے تو انصار کا دعویٰ اپنے مقام پر برقرار رہتا ہے اور تم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ میں نے سب خلفاء پر حسد کیا اور ان کے خلاف شورشیں کھڑی کیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو اس سے میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کہ تم سے معذرت کروں۔ (بقول شاعر)۔

ایسی خطا ہے جس سے تم پر کوئی حرف نہیں آتا۔

اور تم نے لکھا ہے کہ مجھے بیعت کے لئے یوں کھینچ کر لایا جاتا تھا جس طرح نکیل پڑے اونٹ

کو کھینچا جاتا ہے۔ تو خالق کی ہستی کی قسم! تم اترے تو برائی کرنے پر تھے کہ تعریف کرنے لگے۔ چاہا تو یہ تھا کہ مجھے رسوا کرو کہ خود ہی رسوا ہو گئے۔ بھلا مسلمان آدمی کے لئے اس میں کون سی عیب کی بات ہے کہ وہ مظلوم ہو جبکہ وہ نہ اپنے دین میں شک کرتا ہو، نہ اس کا یقین ڈانوں ڈول ہو اور میری اس دلیل کا تعلق اگرچہ دوسروں سے ہے مگر جتنا بیان یہاں مناسب تھا، تم سے کر دیا۔

پھر تم نے میرے اور عثمان کے معاملہ کا ذکر کیا ہے تو ہاں اس میں تمہیں حق پہنچتا ہے کہ تمہیں جواب دیا جائے کیونکہ تمہاری ان سے قرابت ہوتی ہے۔ اچھا تو پھر (سچ سچ) بتاؤ کہ ہم دونوں میں ان کے ساتھ زیادہ دشمنی کرنے والا، اور ان کے قتل کا سروسامان کرنے والا کون تھا وہ کہ جس نے اپنی امداد کی پیش کش کی اور انہوں نے اسے بٹھا دیا اور روک دیا، یا وہ جس سے انہوں نے مدد چاہی اور وہ ٹال گیا اور ان کے لئے موت کے اسباب مہیا کئے، یہاں تک کہ ان کے مقدر کی موت نے انہیں آ گھیرا، ہرگز نہیں! خدا کی قسم (وہ پہلا زیادہ دشمن ہر گز قرار نہیں پا سکتا) اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو جنگ سے دوسروں کو روکنے والے ہیں اور اپنے بھائی بندوں سے کہنے والے ہیں کہ آؤ ہماری طرف آؤ، اور خود بھی جنگ کے موقع پر برائے نام ٹھہرتے ہیں،، بے شک میں اس چیز کے لئے معذرت کرنے کو تیار نہیں ہوں کہ میں ان کی بعض بدعتوں کو ناپسند کرتا تھا۔ اگر میری خطا یہی ہے کہ میں انہیں صحیح راہ دکھاتا تھا اور ہدایت کرتا تھا، تو اکثر ناکردہ گناہ ملامتوں کا نشانہ بن جایا کرتے ہیں اور کبھی نصیحت کرنے والے کو بدگمانی کا مرکز بن جانا پڑتا ہے۔ میں نے تو جہاں تک بن پڑا یہی

چاہا کہ اصلاح حال ہو جائے اور مجھے توفیق حاصل ہونا ہے تو صرف اللہ سے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی سے لو لگاتا ہوں۔

تم نے مجھے لکھا ہے کہ "میرے اور میرے ساتھیوں کے لئے تمہارے پاس بس تلوار ہے،، یہ کہہ کر تو تم روتوں کو بھی ہنسانے لگے۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ تم نے اولاد عبدالمطلب کو کب دشمن سے پیٹھ پھراتے ہوئے پایا، اور کب تلواروں سے خوفزدہ ہوتے دیکھا (اگر یہی ارادہ ہے تو پھر بقول شاعر) تھوڑی دیر دم لو کہ حمل میدان جنگ میں پہنچ لے،،

عنقریب جسے تم طلب کر رہے ہو، وہ خود تمہاری تلاش میں نکل کھڑا ہوگا اور جسے دور سمجھ رہے ہو وہ قریب پہنچے گا۔ میں تمہاری طرف مہاجرین و انصار اور اچھے طریقے سے ان کے نقش قدم پر چلنے والے تابعین کا لشکر جرار لے کر عنقریب اڑتا ہوا آ رہا ہوں۔ ایسا لشکر کہ جس میں بے پناہ ہجوم اور پھیلا ہوا گرد وغبار ہوگا۔ وہ موت کے کفن پہنے ہوئے ہوں گے۔ ہر ملاقات سے زیادہ انہیں لقائے پروردگار محبوب ہوگی۔ ان کے ساتھ شہدائے بدر کی اولاد اور ہاشمی تلواریں ہوں گی کہ جن کی تیز دھار کی کاٹ تم اپنے ماموں، بھائی نانا اور کنبہ والوں میں دیکھ چکے ہو۔" وہ ظالموں سے اب بھی دور نہیں ہیں،،

مکتوب نمبر 29

اہل بصرہ کی طرف:

تمہاری تفرقہ پردازی وشورش انگیزی کی جو حالت تھی اس کو تم خود سمجھ سکتے ہو، لیکن میں نے تمہارے مجرموں سے درگزر کیا، پیٹھ پھرانے والوں سے تلوار روک لی اور بڑھ کر آنے

والوں کے لئے میں نے ہاتھ پھیلا دیئے۔اب اگر پھر تباہ کن اقدامات اور کج فہمیوں سے پیدا ہونے والے سفیہانہ خیالات نے تمہیں عہد شکنی اور میری مخالفت کی راہ پر ڈالا، تو سن لو! کہ میں نے اپنے گھوڑوں کو قریب کرلیا ہے اور اونٹوں پر پالان کس لئے ہیں، اور تم نے مجھے حرکت کرنے پر مجبور کیا، تو تم میں اس طرح معرکہ آرائی کروں گا کہ اس کے سامنے جنگ جمل کی حقیقت بس یہ رہ جائے گی، جیسے کوئی زبان سے کوئی چیز چاٹ لے۔ پھر بھی جو تم میں فرماں بردار ہیں، ان کے فضل و شرف اور خیر خواہی کرنے والے کے حق کو میں پہچانتا ہوں، اور میرے یہاں یہ نہیں ہوسکتا کہ مجرموں کے ساتھ بے گناہ اور عہد شکنوں کے ساتھ وفادار بھی لپیٹ میں آجائیں۔

مکتوب نمبر 30

معاویہ کے نام:

جو دنیا کا ساز وسامان تمہارے پاس ہے اس کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اس کے حق کو پیش نظر رکھو ان حقوق کو پہچانو جن سے لاعلمی میں تمہارا کوئی عذر سنا نہ جائے گا۔ کیونکہ اطاعت کے لیے واضح نشان، روشن راہیں سیدھی شاہراہیں اور ایک منزل مقصود موجود ہے۔ عقلمند ودانا ان کی طرف بڑھتے ہیں اور سفلے اور کمینے ان سے کترا جاتے ہیں جو ان سے منہ پھیر لیتا ہے وہ حق سے بے راہ ہوجاتا ہے اور گمراہیوں میں بھٹکنے لگتا ہے اس سے اللہ اپنی نعمتیں چھین لیتا ہے اور اس پر اپنا عذاب نازل کرتا ہے۔لہٰذا اپنا بچاؤ کرو۔ اللہ نے تمہیں راستہ دکھا دیا ہے اور وہ منزل بتادی ہے کہ جہاں تمہارے معاملات کو پہنچنا ہے تم زیاں کاری

کی منزل اور کفر کے مقام کی طرف بگٹٹ دوڑے جا رہے ہو۔تمہارے نفس نے تمہیں برائیوں میں دھکیل دیا ہے اور گمراہیوں میں جھونک دیا ہے اور مہلکوں میں لا اُتارا ہے اور راستوں کو تمہارے لیے دشوار گزار بنا دیا ہے

وصیت 31

صفین سے پلٹتے ہوئے جب مقام حاضرین میں منزل کی تو امامِ حسن علیہ السلام کے لئے یہ وصیت نامہ تحریر فرمایا

یہ وصیت ہے اس باپ کی جو فنا ہونے والا، اور زمانہ (کی چیرہ دستیوں) کا اقرار کرنے والا ہے۔جس کی عمر پیٹھ پھرائے ہوئے ہے۔اور جو زمانہ کی سختیوں سے لاچار ہے اور دنیا کی برائیوں کو محسوس کر چکا ہے اور مرنے والوں کے گھروں میں مقیم اور کل کو یہاں سے رختِ سفر باندھ لینے والا ہے۔اس بیٹے کے نام جو نہ ملنے والی بات کا آرزومند، جادۂ عدم کا راہ سپار، بیماریوں کا ہدف، زمانہ کے ہاتھ گروی مصیبتوں کا نشانہ، دنیا کا پابند، اور اس کی فریب کاریوں کا تاجر، موت کا قرضدار، اجل کا قیدی، غموں کا حلیف، حزن و ملال کا ساتھی، آفتوں میں مبتلا، نفس سے عاجز اور مرنے والوں کا جانشین ہے۔

بعدہٗ! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے دنیا کی روگردانی، زمانہ کی منہ زوری اور آخرت کی پیش قدمی سے جو حقیقت پہچانی ہے وہ اس امر کے لئے کافی ہے کہ مجھے دوسرے تذکروں اور اپنی فکر کے علاوہ دوسری کوئی فکر نہ ہو مگر اسی وقت جبکہ دوسروں کے فکر و اندیشہ کو چھوڑ کر میں اپنی ہی دھن میں کھویا ہوا تھا اور میری عقل و بصیرت نے مجھے خواہشوں سے منحرف و

روگردان کردیا اور میرا معاملہ کھل کر میرے سامنے آ گیا، اور مجھے داعیٔ حقیقت اور بے لاگ صداقت تک پہنچا دیا۔

میں نے دیکھا کہ تم میرا ہی ایک ٹکڑا ہو، بلکہ جو میں ہوں، وہی تم ہو، یہاں تک کہ اگر تم پر کوئی آفت آئے تو گویا مجھ پر آئی ہے اور تمہیں موت آئے تو گویا مجھے آئی ہے۔اس سے مجھے تمہارا اتنا ہی خیال ہوا، جتنا اپنا ہو سکتا ہے۔لہٰذا میں نے یہ وصیت نامہ تمہاری رہنمائی میں اسے معین سمجھتے ہوئے تحریر کیا ہے۔خواہ اس کے بعد میں زندہ رہوں، یا دنیا سے اٹھ جاؤں۔

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔اس کے احکام کی پابندی کرنا،اس کے ذکر سے قلب کو آباد رکھنا، اور اسی کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہنا تمہارے اور اللہ کے درمیان جو رشتہ ہے اس سے زیادہ مضبوط رشتہ ہو بھی کیا سکتا ہے؟ بشرطیکہ مضبوطی سے اسے تھامے رہو۔ وعظ و پند سے دل کو زندہ رکھنا اور زہد سے اس کی خواہشوں کو مردہ یقین سے اسے سہارا دینا اور حکومت سے اُسے پُرنور بنانا۔موت کی یاد سے اسے قابو میں کرنا۔فنا کے اقرار پر اسے ٹھہرانا۔دنیا کے حادثے اس کے سامنے لانا۔گردشِ روزگار سے اسے ڈرانا۔ گزرے ہوؤں کے واقعات اس کے سامنے رکھنا۔تمہارے پہلے والے لوگوں پر جو بیتی ہے اسے یاد دلانا۔ان کے گھروں اور کھنڈروں میں چلنا پھرنا، اور دیکھنا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا، کہاں سے کوچ کیا، کہاں اترے، اور کہاں ٹھہرے ہیں۔دیکھو گے تو تمہیں صاف نظر آئے گا کہ وہ دوستوں سے منہ موڑ کر چل دیئے ہیں اور پردیس کے گھر میں جا کر اترے

ہیں، اور وہ وقت دور نہیں کہ تمہارا شمار بھی ان میں ہونے لگے۔ لہٰذا اپنی اصل منزل کا انتظام کرو۔ اور اپنی آخرت کا دنیا سے سودا نہ کرو جو چیز جانتے نہیں ہو، اس کے متعلق بات نہ کرو، اور جس چیز کا تم سے تعلق نہیں ہے اس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ۔ جس راہ میں بھٹک جانے کا اندیشہ ہو اس راہ میں قدم نہ اٹھاؤ، کیونکہ بھٹکنے کی سرگردانیاں دیکھ کر قدم روک لینا، خطرات مول لینے سے بہتر ہے نیکی کی تلقین کرو تاکہ خود بھی اہل خیر میں محسوب ہو۔ ہاتھ اور زبان کے ذریعہ برائی کو روکتے رہو۔ جہاں تک ہو سکے بروں سے الگ رہو۔ خدا کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرو اور اس کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اثر نہ لو۔ حق جہاں ہو سختیوں میں پھاند کر اس تک پہنچ جاؤ۔ دین میں سوجھ بوجھ پیدا کرو۔ سختیوں کو جھیل لے جانے کے خوگر بنو۔ حق کی راہ مین صبر و شکیبائی بہترین سیرت ہے۔ ہر معاملہ میں اپنے کو اللہ کے حوالے کر دو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تم اپنے کو ایک مضبوط پناہ گاہ اور قوی محافظ کے سپرد کر دو گے۔ صرف اپنے پروردگار سے سوال کرو، کیونکہ دینا اور نہ دینا بس اسی کے اختیار میں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اپنے اللہ سے بھلائی کے طالب ہو۔ میری وصیت کو سمجھو اور اس سے روگردانی نہ کرو۔ اچھی بات وہی ہے جو فائدہ دے اور اس علم میں کوئی بھلائی نہیں جو فائدہ رساں ہو۔ اور جس علم کا سیکھنا سزاوار نہ ہو، اس سے فائدہ بھی نہیں اٹھایا جا سکتا۔

اے فرزند! جب میں نے دیکھا کہ کافی عمر تک پہنچ چکا ہوں اور دن بدن ضعف بڑھتا جا رہا ہے تو میں نے وصیت کرنے میں جلدی کی اور اس میں کچھ اہم مضامین درج کئے کہ کہیں ایسا

نہ ہو کہ موت میری طرف سبقت کر جائے اور دل کی بات دل ہی میں رہ جائے یا بدن کی طرح عقل ورائے بھی کمزور پڑ جائے یا وصیت سے پہلے ہی تم پر کچھ خواہشات کا تسلط ہو جائے، یا دنیا کے جھمیلے تمہیں گھیر لیں کہ تم بھڑک اٹھنے والے منہ زور اونٹ کی طرح ہو جاؤ۔ کیونکہ کم سن کا دل اس خالی زمین کے مانند ہوتا ہے جس میں جو بیج ڈالا جاتا ہے اسے قبول کر لیتی ہے۔لہٰذا قبل اس کے تمہارا بارِ دل سخت ہو جائے اور تمہارا ذہن دوسری باتوں میں لگ جائے میں نے تعلیم دینے کے لئے قدم اٹھایا تا کہ تم عقل سلیم کے ذریعہ ان چیزوں کے قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ کہ جن کی آزمائش اور تجربہ کی زحمت سے تجربہ کاروں نے تمہیں بچا لیا ہے اس طرح تم تلاش کی زحمت سے مستغنی اور تجربہ کی کلفتوں سے آسودہ ہو جاؤ گے اور تجربہ وعلم کی وہ باتیں (بے تعب ومشقت) تم تک پہنچ رہی ہیں کہ جن پر ہم مطلع ہوئے اور پھر وہ چیزیں بھی اجاگر ہو کر تمہارے سامنے آرہی ہیں کہ جن میں سے کچھ ممکن ہے ہماری نظروں سے اوجھل ہوگئی ہوں۔

اے فرزند! اگرچہ میں نے اتنی عمر نہیں پائی جتنی اگلے لوگوں کی ہوا کرتی تھیں۔ پھر بھی میں نے ان کی کارگزاریوں کو دیکھا، ان کے حالات وواقعات میں غور کیا اور ان کے چھوڑے ہوئے نشانات میں سیر وسیاحت کی، یہاں تک کہ گویا میں بھی انہی میں کا ایک ہو چکا ہوں بلکہ ان سب کے حالات ومعلومات جو مجھ تک پہنچ گئے ہیں ان کی وجہ سے ایسا ہے کہ گویا میں نے ان کے اول سے لے کر آخر تک کے ساتھ زندگی گزاری ہے۔ چنانچہ میں نے صاف کو گندے اور نفع کو نقصان سے الگ کر کے پہچان لیا ہے، اور اب سب کا نچوڑ تمہارے لئے

مخصوص کر رہا ہوں اور میں نے خوبیوں کو چن چن کر تمہارے لیے سمیٹ دیا ہے اور بے معنی چیزوں کو تم سے جدا رکھا ہے۔ اور چونکہ مجھے تمہاری ہر بات کا اتنا ہی خیال ہے جتنا ایک شفیق باپ کو ہونا چاہیئے اور تمہاری اخلاقی تربیت بھی پیش نظر ہے۔ لہٰذا مناسب سمجھا ہے کہ یہ تعلیم و تربیت اس حالت میں ہو کہ تم نوعمر اور بساط دہر پا تازہ وارد ہو، اور تمہاری نیت کھری اور نفس پاکیزہ ہے اور میں نے چاہا تھا کہ پہلے کتابِ خدا احکامِ شرع اور حلال و حرام کی تعلیم دوں، اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں کا رخ نہ کروں لیکن یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ چیزیں جن میں لوگوں کے عقائد اور مذہبی خیالات میں اختلاف ہے، تم پر اسی طرح مشتبہ نہ ہو جائیں جیسے ان پر مشتبہ ہو گئی ہیں۔ باوجودیکہ ان غلط عقائد کا تذکرہ تم سے مجھے ناپسند تھا۔ مگر اس پہلو کو مضبوط کر دینا تمہارے لئے مجھے بہتر معلوم ہوا۔ اس سے کہ تمہیں ایسی صورت حال کے سپرد کر دوں جس میں مجھے تمہارے لئے ہلاکت و تباہی کا خطرہ ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تمہیں ہدایت کی توفیق دے گا۔ اور صحیح رہنمائی کرے گا۔ ان وجوہ سے تمہیں یہ وصیت نامہ لکھتا ہوں۔

بیٹا یاد رکھو! کہ میری اس وصیت سے جن چیزوں کی تمہیں پابندی کرنا ہے ان میں سب سے زیادہ میری نظر میں جس چیز کی اہمیت ہے وہ اللہ کا تقویٰ ہے اور یہ کہ جو فرائض اللہ کی طرف سے تم پر عائد ہیں ان پر اکتفا کرو، اور جس راہ پر تمہارے آباؤ و اجداد اور تمہارے گھرانے کے افراد چلتے رہے ہیں اسی پر چلتے رہو۔ کیونکہ جس طرح تم اپنے لئے نظر و فکر میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ مگر انتہائی غور و فکر نے بھی ان کی اسی نتیجہ تک پہنچایا، کہ جو انہیں اپنے فرائض

معلوم ہوں ان پر اکتفا کریں اور غیر متعلق چیزوں سے قدم روک لیں۔لیکن اگر تمہارا نفس اس کے لئے تیار نہ ہو کہ بغیر ذاتی تحقیق سے علم حاصل کئے ہوئے جس طرح انہوں نے حاصل کیا تھا، ان باتوں کو قبول کرے تو بہر حال یہ لازم ہے کہ تمہارے طلب کا انداز سیکھنے اور سمجھنے کا ہو، نہ شبہات میں پھاند پڑنے اور بحث ونزاع میں الجھنے کا اور اس فکر ونظر کو شروع کرنے سے پہلے اللہ سے مدد کے خواستگار ہو، اور اس سے توفیق وتائید کی دعا کرو، اور ہر اس وہم کے شائبہ سے اپنا دامن بچاؤ جو تمہیں شبہ میں ڈال دے، یا گمراہی میں چھوڑ دے، اور جب یہ یقین ہو جائے کہ اب تمہارا دل صاف ہو گیا ہے اور ذہن پورے طور پر یکسوئی کے ساتھ تیار ہے، اور تمہارا ذوق وشوق ایک نقطہ پر جم گیا ہے تو پھر ان مسائل پر غور کرو جو میں نے تمہارے سامنے بیان کئے ہیں، لیکن تمہارے حسبِ منشا دل کی یکسوئی اور نظر وفکر کی آسودگی حاصل نہیں ہوئی ہے تو سمجھ لو کہ تم ابھی اس وادی میں شکبو راونٹنی کی طرح ہاتھ پیر مار رہے ہو اور جو دین (کی حقیقت) کا طلب گار ہو وہ تاریکی میں ہاتھ پاؤں نہیں مارتا اور نہ خلط مبحث کرتا ہے۔اس حالت میں قدم نہ رکھنا اس وادی میں بہتر ہے۔

اب اے فرزند! میری وصیت کو سمجھو، اور یہ یقین رکھو کہ جس کے ہاتھ میں موت ہے اسی کے ہاتھ میں زندگی بھی ہے اور جو پیدا کرنے والا ہے وہی مارنے والا بھی اور جو نیست و نابود کرنے والا ہے، وہی دوبارہ پلٹانے والا بھی ہے اور جو بیمار ڈالنے والا ہے وہ ہی صحت عطا کرنے والا بھی ہے اور بہر حال دنیا کا نظام وہی رہے گا، جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کر دیا ہے۔نعمتوں کا دینا ابتلاؤ آزمائش میں ڈالنا، اور آخر میں جزا دینا یا وہ کہ جو اس کی مشیت میں

گزر چکا ہے اور ہم اسے نہیں جانتے تو جو چیز اس میں کی تمہاری سمجھ میں نہ آئے، تو اسے اپنی لاعلمی پر محمول کرو۔ کیونکہ جب تم پہلے پہل پیدا ہوئے تھے، تو کچھ نہ جانتے تھے بعد میں تمہیں سکھایا گیا اور ابھی کتنی ہی ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے تم بے خبر ہو کہ ان میں پہلے تمہارا ذہن پریشان ہوتا ہے اور نظر بھٹکتی ہے اور پھر انہیں جان لیتے ہو، لہٰذا اسی کا دامن تھامو، جس نے تمہیں پیدا کیا، اور رزق دیا، اور ٹھیک ٹھاک بنایا۔ اسی کی بس پرستش کرو، اسی کی طلب ہو، اسی کا ڈر رہو۔

اے فرزند! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ کسی ایک نے بھی اللہ سبحانہٗ کی تعلیمات کو ایسا پیش نہیں کیا، جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے۔ لہٰذا ان کو بطیبِ خاطر اپنا پیشوا، اور نجات کا رہبر مانو۔ میں نے تمہیں نصیحت کرنے میں کوئی کمی نہیں کی، اور تم کوشش کے باوجود اپنے سود و بہبود پر اس حد تک نظر نہیں کر سکتے، جس تک میں تمہارے لئے سوچ سکتا ہوں۔

اے فرزند! یقین کرو، کہ اگر تمہارے پروردگار کا کوئی شریک ہوتا تو اس کے بھی رسول آتے اور اس کی سلطنت و فرمانروائی کے بھی آثار دکھائی دیتے اور اس کے افعال و صفات بھی کچھ معلوم ہوتے مگر وہ ایک اکیلا خدا ہے جیسا کہ اس نے خود بیان کیا ہے۔ اس کے ملک میں کوئی اس سے ٹکر نہیں لے سکتا۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ بغیر کسی نقطۂ آغاز کے تمام چیزوں سے پہلے ہے، اور بغیر کسی انتہائی حد کے سب چیزوں کے بعد ہے۔ وہ اس سے بلند و بالا ہے کہ اس کی ربوبیت کا اثبات قلب یا نگاہ کے گھیرے میں آجانے سے وابستہ ہو۔ جب تم یہ جان چکے، تو پھر عمل کرو۔ ویسا جو تم ایسی مخلوق کو اپنی پست منزلت کم مقدرت اور

بڑھی ہوئی عاجزی، اور اسکی اطاعت کی جستجو اور اس کی سزا کے خوف اور اس کی ناراضگی کے اندیشہ کے ساتھ اپنے پروردگار کی طرف بہت بڑی احتیاج کے ہوتے ہوئے کرنا چاہئے۔ اس نے تمہیں انہی چیزوں کا حکم دیا ہے جو اچھی ہیں اور انہی چیزوں سے منع کیا ہے جو بری ہیں۔

اے فرزند! میں نے تمہیں دنیا اور اس کی حالت اور اس کی بے ثباتی و ناپائیداری سے خبردار کر دیا ہے۔ اور آخرت اور آخرت والوں کے لئے جو سرو سامانِ عشرت مہیا ہے اس سے بھی آگاہ کر دیا ہے اور ان دونوں کی مثالیں بھی تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ ان سے عبرت حاصل کرو اور ان کے تقاضے پر عمل کرو۔ جن لوگوں نے دنیا کو خوب سمجھ لیا ہے ان کی مثال ان مسافروں کی سی ہے جن کا قحط زدہ منزل سے دل اچاٹ ہوا، اور انہوں نے ایک سرسبز و شاداب مقام اور ایک تروتازہ و پر بہار جگہ کا رخ کیا تو انہوں نے راستے کی دشواریوں کو جھیلا، دوستوں کی جدائی برداشت کی، سفر کی صعوبتیں گوارا کیں اور کھانے کی بدمزگیوں پر صبر کیا تاکہ اپنی منزل کی پہنائی اور دائمی قرارگاہ تک پہنچ جائیں۔ اس مقصد کی دھن میں انہیں ان سب چیزوں سے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ اور جتنا بھی خرچ ہو جائے اس میں نقصان معلوم نہیں ہوتا۔ انہیں اب سب سے زیادہ وہی چیز مرغوب ہے جو انہیں منزل کے قریب اور مقصد سے نزدیک کر دے اور اس کے برخلاف ان لوگوں کی مثال جنہوں نے دنیا سے فریب کھایا ان لوگوں کی سی ہے کہ جو ایک شاداب سبزہ زار میں ہوں اور وہاں سے وہ دل برداشتہ ہو جائیں اور اس جگہ کا رخ کر لیں جو خشک سالیوں سے تباہ ہو۔

ان کے نزدیک سخت ترین حادثہ یہ ہوگا کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ کر ادھر جائیں کہ جہاں انہیں اچانک پہنچنا ہے اور بہر صورت وہاں جانا ہے۔

اے فرزند! اپنے اور دوسروں کے درمیان ہر معاملہ میں اپنی ذات کو میزان قرار دو، جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، وہی دوسروں کے لئے پسند کرو، اور جو اپنے لئے نہیں چاہتے اسے دوسروں کے لئے بھی نہ چاہو۔ جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تم پر زیادتی نہ ہو، یونہی دوسروں پر بھی زیادتی نہ کرو۔ اور جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ حسنِ سلوک ہو یونہی دوسروں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ دوسروں کی جس چیز کو برا سمجھتے ہو، اسے اپنے میں بھی ہو تو برا سمجھو اور لوگوں کے ساتھ جو تمہارا رویہ ہو، اسی رویہ کو اپنے لئے بھی درست سمجھو۔ جو بات نہیں جانتے اس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ۔ اگرچہ تمہارے معلومات کم ہوں دوسروں کے لئے وہ بات نہ کہو جو اپنے لئے سننا گوارا نہیں کرتے۔ یاد رکھو! کہ خود پسندی صحیح طریقۂ کار کے خلاف اور عقل کی تباہی کا سبب ہے۔ روزی کمانے میں دوڑ دھوپ کرو اور دوسروں کے خزانچی نہ بنو۔ اور اگر سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق تمہارے شاملِ حال ہو جائے تو انتہائی درجہ تک بس اپنے پروردگار کے سامنے تذلل اختیار کرو۔ دیکھو تمہارے سامنے ایک دشوار گزار اور دور دراز راستہ ہے جس کے لئے بہترین زاد کی تلاش اور بقدرِ کفایت توشہ کی فراہمی اس کے علاوہ سبکباری ضروری ہے۔ لہٰذا اپنی طاقت سے زیادہ اپنی پیٹھ پر بوجھ نہ لادو کہ اس کا بار تمہارے لئے وبالِ جان بن جائے گا اور جب ایسے فاقہ کش لوگ مل جائیں کہ جو تمہارے توشہ اٹھا کر میدان حشر میں پہنچا دیں اور کل کو جبکہ تمہیں اس کی ضرورت

پڑے گی ،تمہارے حوالے کر دیں تو اسے غنیمت جانو اور جتنا ہو سکے اس کی پشت پر رکھ دو۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ پھر تم ایسے شخص کو ڈھونڈ و اور اسے نہ پاؤ اور جو تمہاری دولت مندی کی حالت میں تم سے قرض مانگ رہا ہے اس وعدہ پر کہ تمہاری تنگدستی کے وقت ادا کر دے گا تو اسے غنیمت جانو۔

یاد رکھو! تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے۔جس میں ہلکا پھلکا آدمی گراں بار آدمی سے کہیں اچھی حالت میں ہوگا اور سست رفتار تیز قدم دوڑنے والے کی بہ نسبت بری حالت میں ہوگا۔اور اس راہ میں لامحالہ تمہاری منزل جنت ہوگی یا دوزخ لہٰذا اترنے سے پہلے جگہ منتخب کر لو، اور پڑاؤ ڈالنے سے پہلے اس جگہ کو ٹھیک ٹھاک کر لو۔ کیونکہ موت کے بعد خوشنودی حاصل کرنے کا موقع نہ ہوگا اور نہ دنیا کی طرف پلٹنے کی کوئی صورت ہوگی۔یقین رکھو کہ جس کے قبضۂ قدرت میں آسمان وزمین کے خزانے ہیں اس نے تمہیں سوال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے، اور قبول کرنے کا ذمہ لیا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم مانگو تا کہ وہ دے۔رحم کی درخواست کرو تا کہ وہ رحم کرے۔اس نے اپنے اور تمہارے درمیان دربان کھڑے نہیں کئے جو تمہیں روکتے ہوں، نہ تمہیں اس پر مجبور کیا ہے کہ تم کسی کو اس کے یہاں سفارش کے لئے لاؤ تب ہی کام ہو اور تم نے گناہ کیے ہوں، تو اس نے تمہارے لئے توبہ کی گنجائش ختم نہیں کی ہے، نہ سزا دینے میں جلدی کی ہے اور نہ توبہ وانابت کے بعد وہ کبھی طعنہ دیتا ہے(کہ تم نے پہلے یہ کیا تھا، وہ کیا تھا) نہ ایسے موقعوں پر اس نے تمہیں رسوا کیا کہ جہاں تمہیں رسوا ہی ہونا چاہئے تھا اور نہ اس نے توبہ کے قبول کرنے میں(کڑی شرطیں لگا

کر) تمہارے ساتھ سخت گیری کی ہے۔ نہ گناہ کے بارے میں تم سے سختی کے ساتھ جرح کرتا ہے۔ اور نہ اپنی رحمت سے مایوس کرتا ہے۔ بلکہ اس نے گناہ سے کنارہ کشی کو بھی ایک نیکی قرار دیا ہے اور برائی ایک ہو تو اسے ایک (برائی) اور نیکی ایک ہو تو اسے دس (نیکیوں) کے برابر ٹھہرایا ہے۔ اس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ جب بھی اسے پکارو وہ تمہاری سنتا ہے اور جب بھی راز و نیاز کرتے ہوئے اس سے کچھ کہو، وہ جان لیتا ہے۔ تم اسی سے مرادیں مانگتے ہو، اور اسی کے سامنے دل کے بھید کھولتے ہو۔ اسی سے اپنے دکھ درد کا رونا روتے ہو اور مصیبتوں سے نکالنے کی التجا کرتے ہو اور اپنے کاموں میں مدد مانگتے ہو اور اس کی رحمت کے خزانوں سے وہ چیزیں طلب کرتے ہو جن کے دینے پر اور کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ جیسے عمروں میں درازی، جسمانی صحت و توانائی اور رزق میں وسعت اور اس پر اس نے تمہارے ہاتھ میں اپنے خزانوں کے کھولنے والی کنجیاں دے دی ہیں اس طرح تمہیں اپنی بارگاہ میں سوال کرنے کا طریقہ بتایا اس طرح جب تم چاہو دعا کے ذریعہ اس کی نعمت کے دروازوں کو کھلوا لو، اس کی رحمت کے جھالوں کو برسالو۔ ہاں بعض اوقات قبولیت میں دیر ہو، تو اس سے نا امید نہ ہو۔ اس لئے کہ عطیہ نیت کے مطابق ہوتا ہے اور اکثر قبولیت میں اس لئے دیر کی جاتی ہے کہ سائل کے اجر میں اور اضافہ ہو، اور امیدوار کو عطیے اور زیادہ ملیں اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ تم ایک چیز مانگتے ہو اور وہ حاصل نہیں ہوتی۔ مگر دنیا یا آخرت میں اس سے بہتر چیز تمہیں مل جاتی ہے یا تمہارے کسی بہتر مفاد کے پیش نظر تمہیں اس سے محروم کر دیا جاتا ہے اس لئے کہ تم کبھی ایسی چیزیں بھی طلب کر لیتے ہو کہ

اگر تمہیں دی جائیں، توتمہارا دین تباہ ہوجائے۔لہٰذا تمہیں بس وہ چیز طلب کرنا چاہئے جس کا جمال پائیدار ہواور جس کا وبال تمہارے سر نہ پڑنے والا ہو۔رہا دنیا کا مال تو نہ یہ تمہارے لئے رہے گا،اور نہ تم اس کے لئے رہو گے۔

یاد رکھو!تم آخرت کے لئے پیدا ہوئے ہو،نہ کہ دنیا کے لئے،فنا کے لئے خلق ہوئے ہو نہ بقا کے لئے۔موت کے لئے بنے ہو نہ کہ حیات کے لئے،تم ایک ایسی منزل میں ہو جس کا کوئی ٹھکانہ نہیں اور ایسے گھر میں ہو جو آخرت کا ساز و سامان مہیا کرنے کے لئے ہے۔اور صرف منزل آخرت کی گزرگاہ ہے۔تم وہ ہو جس کا موت پیچھا کئے ہوئے ہے جس سے بھاگنے والا چھٹکارا نہیں پاتا۔کتنا ہی کوئی چاہے،اس کے ہاتھ سے نہیں نکل سکتا۔اور وہ بہر حال اسے پا لیتی ہے۔لہٰذا ڈرو اس سے کہ موت تمہیں ایسے گناہوں کے عالم میں آجائے جن سے توبہ کے خیالات تم دل میں لاتے تھے مگر وہ تمہارے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے۔ایسے ہوا تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے نفس کو ہلاک کر ڈالا۔

اے فرزند!موت کو اور اس منزل کو جس پر تمہیں اچانک وارد ہونا ہے اور جہاں موت کے بعد پہنچنا ہے ہر وقت یاد رکھنا چاہئے تاکہ جب وہ آئے تو تم اپنا حفاظتی سر و سامان مکمل اور اس کے لئے اپنی قوت مضبوط کر چکے ہو،اور وہ اچانک تم پر نہ ٹوٹ پڑے کہ تمہیں بے دست و پا کر دے۔خبردار!دنیا داروں کی دنیا پرستی اور ان کی حرص و طمع جو تمہیں دکھائی دیتی ہے وہ تمہیں فریب نہ دے اس لئے کہ اللہ نے اس کا وصف خوب بیان کر دیا ہے،اور دنیا نے خود بھی اپنی حقیقت واضح کر دی ہے اور اپنی برائیوں کو بے نقاب کر دیا ہے۔اس (دنیا) کے

گرویدہ بھونکنے والے کتے اور پھاڑ کھانے والے درندے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے پر غراتے ہیں۔ طاقتور کمزور کو نگلے لیتا ہے اور بڑا چھوٹے کو کچل رہا ہے۔ ان میں کچھ چوپائے بندھے ہوئے اور کچھ چھٹے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اپنی عقلیں کھودی ہیں اور انجانے راستے پر سوار ہولئے ہیں۔ یہ دشوار گزار وادیوں میں آفتوں کی چراگاہ میں چھٹے ہوئے ہیں۔ نہ ان کا کوئی گلہ بان ہے جو ان کی رکھوالی کرے، نہ کوئی چرواہا ہے جو انہیں چرائے، دنیا نے ان کو گمراہی کے راستے پر لگایا ہے، اور ہدایت کے مینار سے ان کی آنکھیں بند کر دی ہیں۔ یہ اس کی گمراہیوں میں سرگرداں اور اس کی نعمتوں میں غلطان ہیں اور اسے ہی اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ دنیا ان سے کھیل رہی ہے، اور یہ دنیا سے کھیل رہے ہیں اور اس کے آگے کی منزل کو بھولے ہوئے ہیں۔

ٹھہرو! اندھیرا چھٹنے دو۔ گویا (میدانِ حشر میں) سواریاں اتر ہی پڑی ہیں۔ تیز قدم چلنے والوں کے لئے وہ وقت دور نہیں کہ اپنے قافلہ سے مل جائیں، اور معلوم ہونا چاہئے کہ جو شخص لیل و نہار کے مرکب پر سوار ہے وہ اگرچہ ٹھہرا ہوا ہے مگر حقیقت میں چل رہا ہے اور اگرچہ ایک جگہ پر قیام کئے ہوئے ہے مگر مسافت طے کئے جا رہا ہے اور یقین کے ساتھ جانے رہو کہ تم اپنی آرزوؤں کو پورا کبھی نہیں کر سکتے اور جتنی زندگی لے کر آئے ہو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور تم بھی اپنے پہلے والوں کی راہ پر ہو، لہٰذا طلب میں نرم رفتاری اور کسب معاش میں میانہ روی سے کام لو، کیونکہ اکثر طلب کا نتیجہ مال کا گنوانا ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ رزق کی تلاش میں لگا رہنے والا کامیاب ہی ہو، اور کدو کاوش میں اعتدال سے کام لینے والا

محروم ہی رہے۔ ہر ذلت سے اپنے نفس کو بلند تر سمجھو، اگر چہ وہ تمہاری من مانی چیزوں تک تمہیں پہنچا دے۔ کیونکہ اپنے نفس کی عزت جو کھو دو گے، اس کا بدل کوئی حاصل نہ کر سکو گے۔ دوسروں کے غلام نہ بن جاؤ جب کہ اللہ نے تمہیں آزاد بنایا ہے۔ اس بھلائی میں کوئی بہتری نہیں جو برائی کے ذریعہ حاصل ہو، اور اس آرام و آسائش میں کوئی بہتری نہیں جس کے لئے (ذلت کی) دشواریاں جھیلنا پڑیں۔

خبردار! تمہیں طمع و حرص کی تیز رو سواریاں ہلاکت کے گھاٹ پر نہ لا اتاریں۔ اگر ہو سکے تو یہ کرو کہ اپنے اور اللہ کے درمیان کسی ولی نعمت کو واسطہ نہ بننے دو کیونکہ تم اپنا حصہ اور اپنی قسمت کا پا کر رہو گے۔ وہ تھوڑا جو اللہ سے بے منت خلق ملے اس بہت سے کہیں بہتر ہے جو مخلوق کے ہاتھوں سے ملے۔ اگر چہ حقیقتاً جو ملتا ہے اللہ ہی کی طرف سے ملتا ہے بے محل خاموشی کا تدارک بے موقعہ گفتگو سے آسان ہے۔ برتن میں جو ہے اس کی حفاظت یونہی ہوگی کہ منہ بند رکھو اور جو تمہارے ہاتھ میں ہے اس کو محفوظ رکھنا دوسروں کے آگے دستِ طلب بڑھانے سے مجھے زیادہ پسند ہے۔ یاس کی تلخی سہہ لینا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے۔ پاک دامانی کے ساتھ محنت مزدوری کر لینا فسق و فجور میں گھری ہوئی دولت مندی سے بہتر ہے انسان خود ہی اپنے راز کو خوب چھپا سکتا ہے۔ بہت سے لوگ ایسی چیز کے لئے کوشاں ہوتے ہیں جو ان کے لئے ضرر رساں ثابت ہوتی ہے، جو زیادہ بولتا ہے وہ بے معنی باتیں کرنے لگتا ہے۔ سوچ بچار سے قدم اٹھانے والا (صحیح راستہ) دیکھ لیتا ہے۔ نیکوں سے میل جول رکھو گے تو تم بھی نیک ہو جاؤ گے، بروں سے بچے رہو گے تو ان (کے

اثرات) سے محفوظ رہو گے۔ بد ترین کھانا وہ ہے جو حرام ہو۔ اور بد ترین ظلم وہ ہے جو کسی کمزور و ناتوں پر کیا جائے۔ جہاں نرمی سے کام لینا نا مناسب ہو، وہاں سخت گیری ہی نرمی ہے۔ کبھی کبھی دوا بیماری، اور بیماری دوا بن جایا کرتی ہے۔ کبھی بدخواہ بھلائی کی راہ سوجھا دیا کرتا ہے، اور دوست فریب دے جاتا ہے۔ خبردار! امیدوں کے سہارے پر نہ بیٹھنا، کیونکہ امیدیں احمقوں کا سرمایہ ہوتی ہیں۔ تجربوں کو محفوظ رکھنا عقلمندی ہے۔ بہترین تجربہ وہ ہے جو پند و نصیحت دے۔ فرصت کا موقع غنیمت جانو۔ قبل اس کے کہ وہ رنج و اندوہ کا سبب بن جائے۔ ہر طلب وسعی کرنے والا مقصد کو پا نہیں لیا کرتا، اور ہر جانے والا پلٹ کر نہیں آیا کرتا۔ توشہ کا کھودینا اور عاقبت بگاڑ لینا بربادی و تباہ کاری ہے۔ ہر چیز کا ایک نتیجہ و ثمرہ ہوا کرتا ہے۔ جو تمہارے مقدر میں ہے وہ تم تک پہنچ کر رہے گا۔ تاجر اپنے کو خطروں میں ڈالا ہی کرتا ہے کبھی تھوڑا مال مالِ فراواں سے زیادہ بابرکت ثابت ہوتا ہے۔ پست طینت مددگار میں کوئی بھلائی نہیں اور نہ بدگمان دوست مین جب تک زمانہ کی سواری تمہارے قابو میں ہے اس سے نباہ کرتے رہو۔ زیادہ کی امید میں اپنے کو خطروں میں نہ ڈالو خبردار! کہیں دشمنی و عناد کی سواریاں تم سے منہ زوری نہ کرنے لگیں۔ اپنے کو اپنے بھائی کے لئے اس پر آمادہ کرو کہ جب وہ دوستی توڑے تو تم اسے جوڑو، وہ منہ پھیرے تو تم آگے بڑھو اور لطف و مہربانی سے پیش آؤ۔ وہ تمہارے لئے کنجوسی کرے تم اس پر خرچ کرو وہ دوری اختیار کرے تو تم اس کے نزدیک ہونے کے کوشش کرو، وہ سختی کرتا رہے اور تم نرمی کرو۔ وہ خطا کا مرتکب ہو اور تم اس کے لئے عذر تلاش کرو، یہاں تک کہ گویا تم اس کے غلام اور وہ تمہارا آقائے

نعمت ہے۔

مگر خبردار! یہ برتاؤ بے محل نہ ہو، اور نااہل سے یہ رویہ نہ اختیار نہ کرو۔ اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔ ورنہ اس دوست کے دشمن قرار پاؤ گے۔ دوست کو کھری کھری نصیحت کی باتیں سناؤ خواہ اسے اچھی لگیں یا بری۔ غصہ کے کڑوے گھونٹ پی جاؤ۔ کیونکہ میں نے نتیجہ کے لحاظ سے اس سے زیادہ خوش مزہ اور شیریں گھونٹ نہیں پائے، جو شخص تم سے سختی کے ساتھ پیش آئے، اس سے نرمی کا برتاؤ کرو۔ کیونکہ اس رویہ سے وہ خود ہی نرم پڑ جائے گا۔ دشمن پر لطف و کرم کے ذریعہ سے راہ چارہ و تدبیر مسدود کرو۔ کیونکہ دو قسم کی کامیابیوں میں یہ زیادہ مزے کی کامیابی ہے اپنے کسی دوست سے تعلقات قطع کرنا چاہو، تو اپنے دل میں اتنی جگہ رہنے دو کہ اگر اس کا رویہ بدلے، تو اس کے لئے گنجائش ہو۔ جو تم سے حسنِ ظن رکھے اس کے حسنِ ظن کو سچا ثابت کرو۔ باہمی روابط کی بناء پر اپنے کسی بھائی کی حق تلفی نہ کرو۔ کیونکہ پھر وہ بھائی کہاں رہا جس کا حق تم تلف کرو۔ یہ نہ ہونا چاہئے کہ تمہارے گھر والے تمہارے ہاتھوں دنیا جہاں میں سب سے زیادہ بدبخت ہو جائیں۔ جو تم سے تعلقات قائم رکھنا پسند ہی نہ کرتا ہو، اس کے خواہ مخواہ پیچھے نہ پڑو تمہارا دوست قطع تعلق کرے تو تم رشتہ محبت جوڑنے میں اس پر بازی لے جاؤ، اور وہ برائی سے پیش آئے تو تم حسن سلوک میں اس سے بڑھ جاؤ۔ ظالم کا ظلم تم پر گراں نہ گزرے کیونکہ وہ اپنے نقصان اور تمہارے فائدہ کے لئے سرگرم عمل ہے اور جو تمہاری خوشی کا باعث ہو، اس کا صلہ یہ نہیں کہ اس سے برائی کرو۔

اے فرزند! یقین رکھو کہ رزق دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جس کی تم جستجو کرتے ہو، اور ایک

وہ جوتمہاری جستجو میں لگا ہوا ہے، اگرتم اس کی طرف نہ جاؤ گے تو بھی وہ تم تک آ کر رہے گا۔ ضرورت پڑنے پر گڑگڑانا اور مطلب نکل جانے پر کج خلقی سے پیش آنا کتنی بری عادت ہے۔دنیا سے بس اتنا ہی اپنا سمجھو جس سے اپنی عقبیٰ کی منزل سنوار سکو۔اگرتم ہراس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے، واویلا مچاتے ہو،تو پھر ہراس چیز پر رنج وافسوس کرو کہ جو تمہیں نہیں ملی۔موجودہ حالات سے بعد کے آنے والے حالات کا قیاس کرو۔ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ کہ جن پر نصیحت اس وقت تک کارگر نہیں ہوتی جب تک انہیں پوری طرح تکلیف نہ پہنچائی جائے۔کیونکہ عقل مند باتوں سے مان جاتے ہیں، اور حیوان لاتوں کے بغیر نہیں مانا کرتے۔ٹوٹ پڑنے والے غم واندوہ کو صبر کی پختگی اور حسنِ یقین سے دور کرو، جو درمیانی راستہ چھوڑ دیتا ہے، وہ بے راہ ہو جاتا ہے۔دوست بمنزلہ عزیز کے ہوتا ہے سچا دوست وہ ہے جو پیٹھ پیچھے بھی دوستی کو نباہے۔ہوا وہوس سے زحمت میں پڑنا لازمی ہے۔ بہت سے قریبی بیگانوں سے بھی زیادہ بے تعلق ہوتے ہیں اور بہت سے بیگانے قریبیوں سے بھی زیادہ نزدیک رہتے ہیں پردیسی وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو، جو حق سے تجاوز کر جاتا ہے، اس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے۔جو اپنی حیثیت سے آگے نہیں بڑھتا، اس کی منزلت برقرار رہتی ہے۔تمہارے ہاتھوں میں سب سے زیادہ مضبوط وسیلہ وہ ہے جو تمہارے اور اللہ کے درمیان ہے۔جو تمہاری پروا نہیں کرتا وہ تمہارا دشمن ہے۔جب حرص وطمع تباہی کا سبب ہو تو مایوسی ہی میں کامرانی ہے۔ہر عیب ظاہر نہیں ہوا کرتا۔فرصت کا موقع بار بار نہیں ملا کرتا۔کبھی آنکھوں والا صحیح راہ کھو دیتا ہے، اور اندھا صحیح راستہ پا لیتا ہے۔برائی کو پس پشت

ڈالتے رہو کیونکہ جب چاہو گے اس کی طرف بڑھ سکتے ہو۔ جاہل سے علاقہ توڑنا عقل مند سے رشتہ جوڑنے کے برابر ہے جو دنیا پر اعتماد کر کے مطمئن ہو جاتا ہے، دنیا اسے دغا دے جاتی ہے، اور جو اسے عصمت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے، وہ اسے پست و ذلیل کرتی ہے۔ ہر تیر انداز کا نشانہ ٹھیک نہیں بیٹھا کرتا۔ جب حکومت بدلتی ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے۔ راستے سے پہلے شریکِ سفر اور گھر سے پہلے ہمسایہ کے متعلق پوچھ گچھ کر لو۔ خبردار! اپنی گفتگو میں ہنسانے والی باتیں نہ لاؤ۔ اگرچہ وہ نقل قول کی حیثیت سے ہوں۔ عورتوں سے ہرگز مشورہ نہ لو، کیونکہ ان کی رائے کمزور، اور ارادہ سست ہوتا ہے۔ انہیں پردہ میں بٹھا کر ان کی آنکھوں کو تاک جھانک سے روکو، کیونکہ پردہ کی سختی ان کی عزت و آبرو کو برقرار رکھنے والی ہے۔ ان کا گھروں سے نکلنا اس سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے جتنا کسی ناقابل اعتماد کو گھر میں آنے دینا، اور اگر بن پڑے تو ایسا کرو کہ تمہارے علاوہ کسی اور کو وہ پہچانتی نہ ہوں۔ عورت کو اس کے ذاتی امور کے علاوہ دوسرے اختیارات نہ سونپو کیونکہ عورت ایک پھول ہے، وہ کارفرما اور حکمران نہیں ہے۔ اس کا پاس و لحاظ اس کی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ اور یہ حوصلہ پیدا نہ ہونے دو کہ وہ دوسروں کی سفارش کرنے لگے۔ بے محل شبہہ بدگمانی کا اظہار نہ کرو کہ اس سے نیک چلن اور پاکباز عورت بھی بے راہی و بدکرداری کی راہ دیکھ لیتی ہے۔ اپنے خدمت گزاروں میں ہر شخص کے لئے ایک کام معین کر دو، جس کی جواب دہی اس سے کر سکو۔ اس طریق کار سے وہ تمہارے کاموں کو ایک دوسرے پر نہیں ٹالیں گے۔ اپنے قوم قبیلے کا احترام کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے لئے پر و بال ہیں کہ جن سے تم پرواز کرتے ہو اور ایسی

بنیادیں ہیں جن کا تم سہارا لیتے ہو، اور تمہارے وہ دست و بازو ہیں جن سے حملہ کرتے ہو۔ میں تمہارے دین اور تمہاری دنیا کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں، اور اس سے حال و مستقبل اور دنیا و آخرت میں تمہارے لئے بھلائی کے فیصلہ کا خواستگار ہوں۔ والسلام

مکتوب 32

معاویہ کے نام:

تم نے لوگوں کی ایک بڑی جماعت کو تباہ کر دیا ہے۔ اپنی گمراہی سے انہیں فریب دیا ہے اور انہیں اپنے سمندر کی موجوں میں ڈال دیا ہے۔ ان پر تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں۔ اور شبہات کی لہریں انہیں تھپیڑے دے رہی ہیں جس کے بعد ہو سیدھی راہ سے بے راہ ہو گئے، الٹے پیروں پھر گئے، پیٹھ پھیر کر چلتے بنے اور اپنے حسب ونسب پر بھروسہ کر بیٹھے، سوائے کچھ اہل بصیرت کے جو پلٹ آئے اور تمہیں جان لینے کے بعد تم سے علیحدہ ہو گئے اور تمہاری نصرت و امداد سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف تیزی سے چل پڑے جب کہ تم نے انہیں دشواریوں میں مبتلا کر دیا تھا اور اعتدال کی راہ سے ہٹا دیا تھا۔

اے معاویہ! اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو، اور اپنی مہار شیطان کے ہاتھ سے چھین لو، کیونکہ دنیا تم سے بہر حال قطع ہو جائے گی، اور آخرت تمہارے قریب پہنچ چکی ہے۔

والسلام

مکتوب 33

والیٔ مکہ قثم ابن عباس کے نام:

مغربی علاقہ کے میرے جاسوس نے مجھے تحریر کیا ہے کہ کچھ شام کے لوگوں کو(مکہ) حج کے لئے روانہ کیا گیا ہے جو دل کے اندھے، کانوں کے بہرے اور آنکھوں کی روشنی سے محروم ہیں جو حق کو باطل کی راہ سے ڈھونڈ تے ہیں، اوراللہ کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت کرتے ہیں، اور دین کے بہانے دنیا(کے تھنوں)سے دودھ دوہتے ہیں، اور نیکوں اور پرہیز گاروں کے اجر آخرت کو ہاتھوں سے دے کر دنیا کا سودا کر لیتے ہیں۔ دیکھو! بھلائی اسی کے حصہ میں آئی ہے جو اس پر عمل کرتا ہے اور برا بدلہ اسی کو ملتا ہے جو برے کام کرتا ہے۔لہٰذا تم اپنے فرائض منصبی کو اس شخص کی طرح ادا کرو جو بافہم، پختہ کار، خیر خواہ اور دانشمند ہو، اور اپنے حاکم کا فرماں بردار اور اپنے امام کا مطیع رہے اور خبردار! کوئی ایسا کام نہ کرنا کہ تمہیں معذرت کرنے کی ضرورت پیش آئے اور نعمتوں کی فراوانی کے وقت کبھی اتراؤ نہیں اور سختیوں کے موقعہ پر بوداپن نہ دکھاؤ۔ والسلام

مکتوب نمبر 34

محمد ابن ابی بکر کے نام:

اس موقع پر جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ مصر کی حکومت سے اپنی معزولی اور مالک اشتر کے تقرر کی وجہ سے رنجیدہ ہیں اور پھر مصر پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں انتقال فرما گئے تو آپ

نے محمد کو تحریر فرمایا۔

مجھے اطلاع ملی ہے تمہاری جگہ پر اشتر کو بھیجنے سے تمہیں ملال ہوا ہے تو واقعہ یہ ہے کہ میں نے یہ تبدیلی اس لئے نہیں کی تھی کہ تمہیں کام میں کمزور اور ڈھیلا پایا ہو اور یہ چاہا ہو کہ تم اپنی کوشش کو تیز کر دو اور اگر تمہیں اس منصب حکومت سے جو تمہارے ہاتھ میں تھا میں نے ہٹایا تھا تو تمہیں کسی ایسی جگہ کی حکومت سپرد کرتا جس میں تمہیں زحمت کم ہو اور وہ تمہیں پسند بھی زیادہ آئے۔

بلاشبہ جس شخص کو میں نے مصر کا ولی بنایا تھا وہ ہمارا خیرخواہ اور دشمنوں کے لیے سخت گیر تھا خدا اس پر رحمت کرے اس نے زندگی کے دن پورے کر لیے اور موت سے ہمکنار ہو گیا اس حالت میں کہ ہم اس سے رضا مند ہیں اور خدا کی رضا مندیاں بھی اسے نصیب ہوں اور اسے بیش از بیش ثواب عطا کرے اب تم دشمن کے مقابلے کے لیے باہر نکل کھڑے ہو اور اپنی بصیرت کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور جو تم سے لڑے اس سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو جاؤ اور اپنے پروردگار کی راہ کی طرف دعوت دو اور زیادہ سے زیادہ اللہ سے مدد مانگو وہ تمہاری مہمات میں کفایت کرے گا اور مصیبتوں میں تمہاری مدد کرے گا انشاءاللہ۔

مکتوب نمبر 35

مصر میں محمد ابن ابی بکر کے شہید ہو جانے کے بعد عبداللہ ابن عباس کے نام:

مصر کو دشمنوں نے فتح کر لیا اور محمد ابن ابی بکر شہید ہوئے ہم اللہ ہی سے اجر چاہتے ہیں کہ اس فرزند کے مارے جانے پر جو ہمارا خیرخواہ اور سرگرم کارکن تیغ بران اور دفاع کا ستون تھا اور

میں نے لوگوں کو ان کی مدد میں جانے کی دعوت دی تھی اور اس حادثہ سے پہلے اس کی فریاد کو پہنچنے کا حکم دیا تھا اور لوگوں کو اعلانیہ اور پوشیدہ بار بار پکارا تھا مگر ہوا یہ کہ کچھ آئے بھی تو دل ناخواستہ اور کچھ حیلے حوالے کرنے اور کچھ نے جھوٹ بہانے کر کے عدم تعاون کیا میں تو اللہ سے اب یہ چاہتا ہوں کہ مجھے ان کے ہاتھوں سے جلد چھٹکارا دے۔ خدا کی قسم! دشمن کا سامنا کرتے وقت مجھے شہادت کی تمنا نہ ہوتی اور اپنے کو موت پر آمادہ نہ کر چکا ہوتا تو میں ان کے ساتھ ایک دن بھی رہنا پسند نہ کرتا اور ان کو ساتھ لے کر کبھی دشمن کی جنگ کو نہ نکلتا۔

مکتوب نمبر 36

جو امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے بھائی عقیل ابن ابی طالب کے خط کے جواب میں لکھا ہے جس میں کسی دشمن کی طرف بھیجی ہوئی ایک فوج کا ذکر کیا گیا ہے۔

میں نے اس طرف مسلمانوں کی ایک بھاری فوج روانہ کی تھی۔ جب اس کو پتہ چلا تو وہ دامن گردان کر بھاگ کھڑا ہوا اور پشیمان ہو کر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔ سورج ڈوبنے کے قریب تھا کہ ہماری فوج نے اسے ایک راستہ میں جا لیا اور نہ ہونے کے برابر کچھ جھڑپیں ہوئی ہوں گی اور گھڑی بھر ٹھہرا ہو گا کہ بھاگ کر جان بچا لے گیا جب کہ اسے گلے سے پکڑا جا چکا تھا اور آخری سانسوں کے سوا اس میں کچھ باقی نہ رہ گیا تھا اس طرح بڑی مشکل سے بچ نکلا۔

تم قریش کے گمراہی میں دوڑ لگانے سرکشی میں جولانیاں کرنے اور ضلالت میں منہ زوری دکھانے کی باتیں چھوڑ دو انہوں نے مجھ سے جنگ کرنے میں اسی طرح ایکا کیا ہے۔ جس طرح وہ مجھ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے کے لیے ایکا کئے ہوئے تھے۔ خدا

کرے ان کی کرنی ان کے سامنے آئے انہوں نے میرے رشتے کا کوئی لحاظ نہ کیا اور میرے ماں جائے کی حکومت مجھ سے چھین لی اور جو تم نے جنگ کے بارے میں میری رائے دریافت کی ہے تو میری آخر دم تک رائے یہی رہے گی کہ جن لوگوں نے جنگ کو جائز قرار دے لیا ہے ان سے جنگ کرنا چاہیے اپنے گرد لوگوں کا جمگھٹا دیکھ کر میری ہمت نہیں بڑھتی اور نہ ان کے چھٹ جانے سے مجھے گھبراہٹ ہوتی ہے دیکھو! اپنے بھائی کے متعلق چاہے کتنا ہی لوگ اس کا ساتھ چھوڑ دیں یہ خیال کبھی نہ کرنا کہ وہ بے ہمت و ہراساں ہو جائے گا یا کمزوری دکھاتے ہوئے ذلت کے آگے جھکے گا یا مہار کھینچنے والے ہاتھ میں بآسانی اپنی مہار دے دے گا یا سوار ہونے والے کے لیے اپنی پشت کو مرکب بننے دے گا بلکہ وہ تو ایسا ہے جیسا قبیلہ بنی سلیم والے نے کہا ہے۔

اگر تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ کیسے ہو تو سنو! کہ میں زمانہ کی سختیاں جھیل لے جانے میں بڑا سخت ہوں اور مجھے یہ گوارہ نہیں کہ مجھ میں حزن وغم کے آثار دکھائی پڑیں کہ دشمن خوش ہونے لگیں اور دوستوں کو رنج پہنچے۔

مکتوب نمبر 37

معاویہ ابن ابی سفیان کے نام:

اللہ اکبر! تم نفسانی خواہشوں اور زحمت وتعب میں ڈالنے والی حیرت وسرگشتگی سے کس بری طرح چمٹے ہوئے ہو۔ اور ساتھ ہی حقائق کو برباد کر دیا ہے اور ان دلائل کو ٹھکرا دیا ہے جو اللہ کو مطلوب اور بندوں پر حجت ہیں۔ تمہارا عثمان اور ان کے قاتلوں کے بارے میں جھگڑا

بڑھانا کیا معنی رکھتا ہے جب کہ تم نے عثمان کی اس وقت مدد کی جب وہ مدد خود تمہاری ذات کے لیے تھی اور اس وقت انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا کہ جب تمہاری مدد ان کے حق میں مفید ہو سکتی تھی۔ والسلام

مکتوب نمبر38

اہل مصر کے نام جب کہ مالک اشتر کو وہاں کا حاکم بنایا خدا کے بندے علیؑ امیرالمومنین، کی طرف سے ان لوگوں کے نام جو اللہ کے لیے غضب ناک ہوئے اس وقت زمین میں اللہ کی نافرمانی اور اس کے حق کی بربادی ہو رہی تھی اور ظلم نے اپنے شامیانے ہر اچھے برے مقامی اور پردیسی پر تان رکھے تھے۔ نہ نیکی کا چلن تھا اور نہ برائی سے بچا جاتا تھا تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ خود تمہاری طرف بھیجا ہے جو خطرے کے دنوں میں سوتا نہیں اور خوف کی گھڑیوں میں دشمن سے ہراساں نہیں ہوتا اور فاجروں کے لیے جلانے والی آگ سے بھی زیادہ سخت ہے وہ مالک بن حارث مذحجی ہیں۔ ان کی بات سنو اور ان کے ہر اس حکم کو جو حق کے مطابق ہو مانو کیونکہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں کہ جس کی نہ دھار کند ہوتی ہے اور نہ اس کا وار خالی جاتا ہے اگر وہ تمہیں دشمنوں کی طرف کہیں تو بڑھو اور ٹھہرنے کے لیے کہیں تو ٹھہرے رہو کیونکہ وہ میرے حکم کے بغیر نہ آگے بڑھیں گے نہ پیچھے ہٹیں گے نہ کسی کو پیچھے ہٹاتے ہیں اور نہ کسی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ میں نے ان کے بارے میں تمہیں خود اپنے اوپر ترجیح دی ہے۔ اس خیال سے کہ تمہارے خیر خواہ اور دشمنوں کے لیے سخت گیر ثابت ہوں گے۔

مکتوب نمبر 39

مروابن عاص کے نام:

تم نے اپنے دین کو ایک ایسے شخص کی دنیا کے پیچھے لگا دیا ہے جس کی گمراہی ڈھکی چھپی ہوئی نہیں ہے جس کا پردہ چاک ہے جو اپنے پاس بٹھا کر شریف انسان کو بھی داغدار اور سنجیدہ اور بردبار شخص کو بیوقوف بناتا ہے۔تم اس کے پیچھے لگ گئے اور بچے کھچے ٹکڑوں کے خواہش مند ہو گئے جس طرح کتا شیر کے پیچھے ہو لیتا ہے اس کے پنجوں کو امید بھری نظروں سے دیکھتا ہو اور اس انتظار میں کہ اس کے شکار کے بچے کھچے حصہ میں سے کچھ آگے پڑ جائے۔اسی طرح تم نے اپنی دنیا و آخرت دونوں کو گنوایا۔حالانکہ اگر حق کے پابند رہتے تو بھی تم اپنی مراد کو پالیتے۔اب اگر اللہ نے مجھے تم پر اور فرزند ابوسفیان پر غلبہ دیا تو میں تم دونوں کو تمہارے کرتوتوں کا مزہ چکھا دوں گا اور اگر تم میری گرفت میں نہ آئے اور میرے بعد زندہ رہے تو جو تمہیں اس کے بعد درپیش ہوگا وہ تمہارے لیے بہت برا ہوگا۔والسلام

مکتوب نمبر 40

ایک عامل کے نام:

مجھے تمہارے متعلق ایک ایسے امر کی اطلاع ملی ہے کہ اگر تم اس کے مرتکب ہوئے ہو تو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کیا اپنے امام کی نافرمانی کی اور اپنی امانت داری کو بھی ذلیل و رسوا کیا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے بیت المال کی زمین کو صفا چٹ میدان کر دیا ہے اور جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں تھا اسے نوش جان کر لیا ہے تو تم ذرا اپنا حساب مجھے بھیج دو اور یقین رکھو کہ انسانوں کی حساب فہمی سے اللہ کا حساب کہیں زیادہ سخت ہوگا والسلام

مکتوب نمبر 41

ایک عامل کے نام:

میں نے تمہیں اپنی امانت میں شریک کیا تھا اور تمہیں اپنا بالکل مخصوص آدمی قرار دیا تھا اور تم سے زیادہ ہمدردی مددگاری اور امانت داری کے لحاظ سے میرے قوم قبیلہ میں میرے بھروسے کا کوئی آدمی نہ تھا، لیکن جب تم نے دیکھا کہ زمانہ تمہارے چچازاد بھائی کے خلاف حملہ آور ہے اور دشمن بپھرا ہوا ہے۔ امانتیں لٹ رہی ہیں اور امت بے راہ اور منتشر و پراگندہ ہو چکی ہے تو تم نے بھی اپنے ابن عم سے رخ موڑ لیا اور ساتھ چھوڑ دینے والوں کے ساتھ تم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا اور خیانت کرنے والوں میں داخل ہو کر تم بھی خائن ہو گئے۔ اس طرح نہ تم نے اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ ہمدردی ہی کا خیال کیا نہ امانت داری کے فرض کا احساس کیا۔ گویا اپنے جہاد سے تمہارا مدعا خدا کی رضا مندی نہ تھا اور گویا اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی روشن دلیل نہ رکھتے تھے اور اس کی امت کے ساتھ اس کی دنیا بٹورنے کے لیے چال چل رہے تھے اور اس کا مال چھین لینے کے لیے غفلت کا موقع تاک رہے تھے چنانچہ جب امت کے مال میں بھرپور خیانت کرنے کا موقع تمہیں ملا تو جھٹ سے دھاوا بول دیا اور جلدی سے کود پڑے اور جتنا بن پڑا اس مال پر جو بیواؤں اور یتیموں کے لیے

محفوظ رکھا گیا تھا۔یوں جھپٹ پڑے جس طرح پھرتیلا بھیڑ یا زخمی اور لاچار بکری کو اچک لیتا ہے اور تم نے بڑے خوش خوش اسے حجاز روانہ کر دیا اور اسے لے جانے میں گناہ کا احساس تمہارے لیے سد راہ نہ ہوا خدا تمہارے دشمنوں کا برا کرے گویا یہ تمہارے لئے سد راہ نہ ہوا گویا یہ تمہارے ماں باپ کا ترکہ تھا جسے لے کر تم نے اپنے گھر والوں کی طرف روانہ کر دیا اللہ اکبر! کیا تمہارا قیامت پر ایمان نہیں۔کیا حساب کتاب کی چھان بین کا ذرا بھی ڈر نہیں۔ اے وہ شخص جسے ہم ہوشمندوں میں شمار کرتے تھے کیونکر وہ کھانا اور پینا تمہیں خوش گوار معلوم ہوتا ہے جس کے متعلق جانتے ہو کہ حرام کھا رہے ہو اور حرام پی رہے ہو تم ان یتیموں، مسکینوں، مومنوں اور مجاہدوں کے مال سے جسے اللہ نے ان کا حق قرار دیا تھا اور ان کے ذریعہ سے ان شہروں کی حفاظت کی تھی کنیزیں خریدتے ہو عورتوں سے بیاہ رچاتے ہو اب اللہ سے ڈرو اور ان لوگوں کا مال انہیں واپس کرو۔اگر تم نے ایسا نہ کیا اور پھر اللہ نے مجھے تم پر قابو دے دیا تو میں تمہارے بارے میں اللہ کے سامنے اپنے کو سرخرو کروں گا اور اپنی تلوار سے تمہیں ضرب لگاؤں گا۔جس کا وار میں نے جس کسی پر بھی لگایا وہ سیدھا دوزخ میں گیا۔ خدا کی قسم! اگر حسنؑ و حسینؑ بھی وہ کرتے جو تم نے کیا ہے تو میں ان سے بھی کوئی رعایت نہ کرتا اور نہ وہ مجھ سے اپنی کوئی خواہش منوا سکتے یہاں تک کہ میں ان سے حق کو پلٹا لیتا اور ان کے ظلم سے پیدا ہونے والے غلط نتائج کو مٹا دیتا میں رب العالمین کی قسم کھاتا ہوں کہ میرے لیے حلال ہوتا اور میں اسے بعد والوں کے لیے بطور ترکہ چھوڑ جاتا ذرا سنبھلو اور سمجھو کہ تم عمر کی آخری حد تک پہنچ چکے ہو اور مٹی کے نیچے سونپ دیئے گئے ہو اور تمہارے تمام اعمال

تمہارے سامنے پیش ہیں اس مقام پر کہ جہاں ظالم "واحسرتا" کی صدا بلند کرتا ہوگا اور عمر کو برباد کرنے والے دنیا کی طرف پلٹنے کی آرزو کر رہے ہوں گے۔ حالانکہ اب گریز کا کوئی موقع نہ ہوگا۔

مکتوب نمبر 42

حاکم بحرین عمر ابن ابی سلمہ مخزومی کے نام جب انہیں معزول کر کے نعمان ابن عجلان رزقی کو ان کی جگہ پر مقرر فرمایا!

میں نے نعمان ابن عجلان رزقی کو بحرین کی حکومت دی ہے اور تمہیں اس سے بے دخل کر دیا ہے۔ مگر یہ اس لیے نہیں کہ تمہیں نا اہل سمجھا گیا ہو اور تم پر کوئی الزام عائد ہوتا ہو حقیقت یہ ہے کہ تم نے حکومت کو بڑے اچھے اسلوب سے چلایا اور امانت کو پورا پورا ادا کیا لہٰذا تم میرے پاس چلے آؤ۔ نہ تم سے کوئی بدگمانی ہے نہ ملامت کی جا سکتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے شام کے ستمگاروں کی طرف قدم بڑھانے کا ارادہ کیا ہے اور چاہا ہے کہ تم میرے ساتھ رہو۔ کیونکہ تم ان لوگوں میں سے ہو جن سے دشمن سے لڑنے اور دین کا ستون گاڑنے میں مدد لے سکتا ہوں ان شاء اللہ۔

مکتوب نمبر 43

مصقلہ ابن ہبیرہ شیبانی کے نام جو آپ علیہ السلام کی طرف سے اردشیر خرہ کا حاکم تھا۔

مجھے تمہارے متعلق ایک ایسے امر کی خبر ملی ہے۔ جو اگر تم نے کیا ہے تو اپنے خدا کو ناراض کیا

ہے اور اپنے امام کو بھی غضبناک کیا۔ وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے اس مال غنیمت کو کہ جسے ان کے نیزوں (کی انیوں) اور گھوڑوں (کی ٹاپوں) نے جمع کیا تھا اور جس پر ان کے خون بہائے گئے تھے۔ تم اپنی قوم کے ان بدؤں میں بانٹ رہے ہو جو تمہارے ہوا خواہ ہیں اس ذات کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور جاندار چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ اگر یہ صحیح ثابت ہوا تو تم میری نظروں میں ذلیل ہو جاؤ گے اور تمہارا پلہ ہلکا ہو جائے گا۔ اپنے پروردگار کے حق کو سبک نہ سمجھو اور دین کو بگاڑ کر دنیا نہ سنوارو ورنہ عمل کے اعتبار سے خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گے۔

دیکھو! وہ مسلمان جو میرے اور تمہارے پاس ہیں اس مال کی تقسیم کے برابر کے حصہ دار ہیں اسی اصول پر وہ اس مال کو میرے پاس لینے کے لیے آتے ہیں اور لے کر چلے جاتے ہیں۔

مکتوب نمبر 44

زیاد ابن ابیہ کے نام:

جب حضرت کو یہ معلوم ہوا کہ معاویہ نے زیاد کو خط لکھ کر اپنے خاندان میں منسلک کر لینے سے اسے چکمہ دینا چاہا ہے تو آپ نے زیاد کو تحریر کیا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ معاویہ نے تمہاری طرف خط لکھ کر تمہاری عقل کو پھسلانا چاہا ہے تم اس سے ہوشیار رہو کیونکہ وہ شیطان ہے جو مومن کے آگے پیچھے اور داہنی بائیں جانب سے آتا ہے تا کہ اسے غافل پا کر اس پر ٹوٹ پڑے۔ اور اس کی عقل پر چھاپہ مارے واقعہ یہ ہے کہ عمر (ابن خطاب) کے زمانہ میں ابوسفیان کے منہ سے بے سوچے سمجھے ایک بات نکل گئی تھی

جو شیطانی وسوسوں سے ایک وسوسہ تھی جس سے نہ نسب ثابت ہوتا ہے اور نہ وارث ہونے کا حق پہنچتا ہے تو جو شخص اس بات کا سہارا کر بیٹھے وہ ایسا ہے۔ جیسے بزم مے نوشی میں بن بلائے آنے والا اسے دھکے دے کر نکال باہر کیا جاتا ہے یا زین فرس میں لٹکے ہوئے اس پیالے کے مانند کہ جو ادھر سے ادھر تھرکتا رہتا ہے۔

مکتوب نمبر 45

جب حضرت کو یہ خبر پہنچی کہ والی بصرہ عثمان ابن حنیف کو وہاں کے لوگوں نے کھانے کی دعوت دی ہے اور وہ اس میں شریک ہوئے ہیں تو انہیں تحریر فرمایا:

اے ابن حنیف! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ بصرہ کے جوانوں میں سے ایک شخص نے تمہیں کھانے پر بلایا اور تم لپک کر پہنچ گئے کہ رنگا رنگ کے عمدہ عمدہ کھانے تمہارے لیے چن چن کر لائے جا رہے تھے اور بڑے بڑے پیالے تمہاری طرف بڑھائے جا رہے تھے مجھے امید نہ تھی کہ تم ان لوگوں کی دعوت قبول کر لو گے کہ جن کے یہاں سے فقیر و نادار دھتکارے گئے ہوں اور دولت مند مدعو ہوں جو لقمے چباتے ہو انہیں دیکھ لیا کرو اور جس کے متعلق شبہ بھی ہو اسے چھوڑ دیا کرو اور جس کے پاک و پاکیزہ طریق سے حاصل ہونے کا یقین ہو اس میں سے کھاؤ۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہر مقتدی کا ایک پیشوا ہوتا ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے اور جس کے نور علم سے کسب ضیا کرتا ہے دیکھو تمہارے امام کی حالت تو یہ ہے کہ اس نے دنیا کے ساز و سامان میں سے دو پھٹی پرانی چادروں اور کھانے میں سے دو روٹیوں پر قناعت کر لی ہے میں مانتا ہوں کہ تمہارے بس کی یہ بات نہیں لیکن اتنا تو کرو کہ پرہیزگاری سعی و

کوشش پاکدامنی اور سلامت روی میں میرا ساتھ دو۔خدا کی قسم! میں نے تمہاری دنیا سے سونا سمیٹ کر نہیں رکھا اور نہ اس کے مال ومتاع میں سے انبار جمع کر کے رکھے ہیں اور نہ ان پر اپنے کپڑوں کے بدلہ میں (جو پہنے ہوئے ہوں) اور کوئی پرانا کپڑا میں نے مہیا کیا ہے بے شک اس آسمان کے سایہ تلے لے دے کر ایک فدک ہمارے ہاتھوں میں تھا اس پر بھی کچھ لوگوں کے منہ سے رال ٹپکی اور دوسرے فریق نے اس کے جانے کی پروانہ کی اور بہترین فیصلہ کرنے والا اللہ ہے۔بھلا میں فدک یا فدک کے علاوہ کسی اور چیز کو لے کر کروں گا ہی کیا جب کہ نفس کی منزل کل قبر قرار پانے والی ہے کہ جس کی اندھیاریوں میں اس کے نشانات مٹ جائیں گے اور اس کی خبریں ناپید ہو جائیں گی۔وہ تو ایک ایسا گڑھا ہے کہ اگر اس کا پھیلاؤ بڑھا بھی دیا جائے اور گورکن کے ہاتھ اسے کشادہ بھی رکھیں جب بھی پتھر اور کنکر اس کو تنگ کر دیں گے اور مسلسل مٹی کے ڈالے جانے سے اس کی دراڑیں بند ہو جائیں گی۔میری توجہ تو صرف اس طرف ہے کہ میں تقویٰ الٰہی کے ذریعہ اپنے نفس کو بے قابو نہ ہونے دوں تاکہ اس دن کہ جب خوف حد سے بڑھ جائے گا وہ مطمئن رہے اور پھسلنے والی جگہوں پر مضبوطی سے جما رہے۔اگر میں چاہتا تو صاف ستھرے شہد عمدہ گیہوں اور ریشم کے بنے ہوئے کپڑوں کے ذرائع مہیا کر سکتا تھا۔لیکن ایسا کہاں ہو سکتا ہے کہ خواہشیں مجھے مغلوب بنالیں اور حرص مجھے اچھے اچھے کھانوں کے چن لینے کی دعوت دے جبکہ حجاز و یمامہ میں شاید ایسے لوگ ہوں جنہیں ایک روٹی کے ملنے کی بھی آس نہ ہو اور انہیں پیٹ بھر کر کھانا کبھی نصیب نہ ہوا ہو۔کیا میں شکم سیر ہو کر پڑا رہا کروں درآنحالانکہ میرے گردوپیش۔

بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر تڑپتے ہوں یا میں ویسا ہو جاؤں جیسا کہنے والے نے کہا ہے کہ تمہاری بیماری یہ کیا کم ہے کہ تم پیٹ بھر کر لمبی تان لو اور تمہارے گرد کچھ ایسے جگر ہوں جو سوکھے چمڑے کو ترس رہے ہوں کیا میں اسی میں مگن رہوں کہ مجھے امیر المومنین علیہ السلام کہا جاتا ہے مگر میں زمانہ کی سختیوں میں مومنوں کا شریک و ہمدم اور زندگی کی بدمزگیوں میں ان کے لیے نمونہ نہ بنوں میں اس لیے تو پیدا نہیں ہوا ہوں کہ اچھے اچھے کھانوں کی فکر میں لگا رہوں۔ اس بندھے ہوئے چوپائے کی طرح جسے صرف اپنے چارے ہی کی فکر لگی رہتی ہے یا اس کھلے ہوئے جانور کی طرح جس کا کام منہ مارنا ہوتا ہے۔ وہ گھاس سے پیٹ بھر لیتا ہے اور جو اس سے مقصد پیش نظر ہوتا ہے اس سے غافل رہتا ہے کیا میں بے قید و بند چھوڑ دیا گیا ہوں کہ گمراہی کی رسیوں کو کھینچتا رہوں اور بھٹکنے کی جگہوں میں منہ اٹھائے پھرتا رہوں۔

میں سمجھتا ہوں تم میں سے کوئی آ کر کہے گا کہ جب ابن ابی طالب علیہ السلام کی خوراک یہ ہے تو ضعف و ناتوانائی نے اسے حریفوں سے بھڑنے اور دلیروں سے ٹکرانے سے بیٹھا دیا ہوگا مگر یاد رکھو کہ جنگل کے درخت کی لکڑی مضبوط ہوتی ہے۔ اور تر و تازہ پیڑوں کی چھال کمزور ہوتی ہے اور صحرائی جھاڑ کا ایندھن زیادہ بھڑکتا ہے اور دیر میں بجھتا ہے مجھے رسول سے وہی نسبت ہے جو ایک ہی جڑ سے پھوٹنے والی دو شاخوں کو ایک دوسرے سے اور کلائی کو بازو سے ہوتی ہے۔ خدا کی قسم اگر تمام عرب ایکا کر کے مجھ سے بھڑنا چاہیں تو میدان چھوڑ کر پیٹھ نہ دکھاؤں گا اور موقع پاتے ہی ان کی گردنیں دبوچ لینے کے لیے لپک کر آگے بڑھوں گا اور کوشش کروں گا کہ اس الٹی کھوپڑی والے بے ہنگم ڈھانچے (معاویہ) سے زمین کو پاک

کردوں تا کہ کھلیان کے دانوں سے کنکر نکل جائے۔

اے دنیا میرا پیچھا چھوڑ دے تیری باگ دوڑ تیرے کاندھے پر ہے۔ میں تیرے پنجوں سے نکل چکا ہوں تیرے پھندوں سے باہر ہو چکا ہوں اور تیری پھسلنے کی جگہوں میں بڑھنے سے قدم روک رکھے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں تو نے کھیل تفریح کی باتوں سے چکمے دیئے کدھر ہیں وہ جماعتیں جنہیں تو نے اپنی آرائشوں سے ورغلائے رکھا وہ قبروں میں جکڑے ہوئے اور خاک لحد میں دبکے پڑے ہیں اگر تو دکھائی دینے والا مجسمہ اور سامنے آنے والا ڈھانچہ ہوتی تو بخدا میں تجھ پر اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں جاری کرتا کہ تو نے بندوں کو امیدیں دلا دلا کر بہکایا قوموں کو (ہلاکت کے) گڑھوں میں لا پھینکا اور تاجداروں کو تباہیوں کے حوالے کر دیا اور سختیوں کے گھاٹ پر لا اتارا جن پر اس کے بعد نہ سیراب ہونے کے لیے اترا جائے گا اور نہ سیراب ہونے کے بعد پلٹا جائے گا۔ پناہ بخدا جو تیری پھسلن پر قدم رکھے گا وہ ضرور پھسلے گا جو تیری موجوں پر سوار ہوگا وہ ضرور ڈوبے گا اور جو تیرے پھندوں سے بچ کر رہے گا وہ توفیق سے ہمکنار ہوگا۔ تجھ سے دامن چھڑا لینے والا پروا نہیں کرتا۔ اگرچہ دنیا کی وسعتیں اس کے لیے تنگ ہو جائیں۔ اس کے نزدیک تو دنیا ایک دن کے برابر ہے کہ جو ختم ہوا چاہتا ہے میں تیرے قابو میں آنے والا نہیں کہ تو مجھے ذلتوں میں جھونک دے اور نہ میں تیرے سامنے اپنی باگ ڈھیلی چھوڑنے والا ہوں کہ تو مجھے ہنکا لے جائے میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں ایسی قسم جس میں اللہ کی مشیت کے علاوہ کسی چیز کا استثناء نہیں کرتا کہ میں نے اپنے نفس کو سدھاؤں گا کہ وہ کھانے میں ایک روٹی کے ملنے

پر خوش ہوجائے اور اس کے ساتھ صرف نمک پر قناعت کر لے اور اپنی آنکھوں کا سوتا اس طرح خالی کر دوں گا جس طرح وہ چشمہ آب جس کا پانی تہ نشین ہو چکا ہو۔ کیا جس طرح بکریاں پیٹ بھر لینے کے بعد سینہ کے بل بیٹھ جاتی ہیں اور سیر ہو کر اپنے باڑے میں گھس جاتی ہیں اسی طرح علی بھی اپنے پاس کا کھانا کھالے اور بس سو جائے اس کی آنکھیں بے نور ہو جائیں۔ اگر وہ زندگی کے طویل سال گزارنے کے بعد کھلے ہوئے چوپاؤں اور چرنے والے جانوروں کی پیروی کرنے لگے۔

خوشا نصیب اس شخص کے کہ جس نے اللہ کے فرائض کو پورا کیا سیاہ بختی اور مصیبت میں صبر کئے پڑا رہا۔ راتوں کو اپنی آنکھوں کو بیدار رکھا اور جب نیند کا غلبہ ہوا تو ہاتھ کو تکیہ بنا کر ان لوگوں کے ساتھ فرش خاک پر پڑا رہا کہ جن کی آنکھیں خوف حشر سے بیدار پہلو بچھونوں سے الگ اور ہونٹ یاد خدا میں زمزمہ سنج رہتے ہیں اور کثرت استغفار سے جن کے گناہ چھٹ گئے ہیں۔ یہی اللہ کا گروہ ہے اور بیشک اللہ کا گروہ ہی کامران ہونے والا ہے۔

اے ابن حنیف! اللہ سے ڈرو اور اپنی ہی روٹیوں پر قناعت کرو تا کہ جہنم کی آگ سے چھٹکارا پا سکو۔

مکتوب نمبر 46

ایک عامل کے نام:

تم ان لوگوں میں سے ہو جن سے میں دین کے قیام میں مدد لیتا ہوں۔ اور گنہگاروں کی نخوت توڑتا ہوں۔ اور خطرناک سرحدوں کی حفاظت کرتا ہوں۔ پیش آنے والی مہمات میں اللہ

سے مدد مانگو۔(رعیت کے بارے میں) سختی کے ساتھ کچھ نرمی کی آمیزش کئے رہو۔ جہاں تک مناسب ہونرمی برتو اور جب سختی کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتو سختی کرو۔رعیت سے خوش خلقی اور کشادہ روئی سے پیش آ ؤ۔ان سے اپنا رویہ نرم رکھو۔اور کنکھیوں اور نظر بھر کر دیکھنے اور اشارہ اور سلام کرنے میں برابری کروتا کہ بڑے لوگ تم سے بے راہ روی کی توقع نہ رکھیں اور کمزور تمہارے انصاف سے مایوس نہ ہوں۔ والسلام

وصیت 47

جب آپ کو ابن ملجم لعنہ اللہ ضربت لگا چکا تو آپ نے حسن اور حسین علیہما السلام سے فرمایا:

میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، دنیا کے خواہش مند نہ ہونا، اگرچہ وہ تمہارے پیچھے لگے اور دنیا کی کسی ایسی چیز پر نہ کڑھنا جو تم سے روک لی جائے، جو کہنا حق کے لئے کہنا، اور جو کرنا ثواب کے لئے کرنا۔ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بنے رہنا۔

میں تم کو اپنی تمام اولاد کو اپنے کنبہ کو اور جن جن تک میرا یہ نوشتہ پہنچے سب کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔اپنے معاملات درست اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھنا، کیونکہ میں نے تمہارے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپس کی کشیدگیوں کو مٹانا عام نماز روزے سے افضل ہے (دیکھو) یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ان کے کام ودہن کے لئے فاقہ کی نوبت نہ آئے اپنے ہمسایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ ان کے بارے میں تمہارے پیغمبر نے برابر ہدایت کی ہے اور آپؐ اس حد تک

ان کے لئے سفارش فرماتے رہے کہ ہم لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں بھی ورثہ دلائیں گے۔قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ایسا نہ ہو کہ دوسرے اس پر عمل کرنے میں تم پر سبقت لے جائیں۔نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں اللہ سے ڈرنا اسے جیتے جی خالی نہ چھوڑنا کیونکہ اگر یہ خالی چھوڑ دیا گیا،تو پھر (عذاب سے) مہلت نہ پاؤ گے۔جان و مال اور زبان سے راہ خدا میں جہاد کرنے کے بارے میں اللہ کو نہ بھولنا اور تم کو لازم ہے کہ آپس میں میل ملاپ رکھنا اور ایک دوسرے کی اعانت کرنا۔اور خبردار ایک دوسرے کی طرف سے پیٹھ پھیرنے اور تعلقات توڑنے سے پرہیز کرنا نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے کبھی ہاتھ نہ اٹھانا ورنہ بدکردار تم پر مسلط ہو جائیں گے۔پھر دعا مانگو گے تو قبول نہ ہوگی۔

(پھر ارشاد فرمایا) اے عبدالمطلب کے بیٹو! ایسا نہ ہونے پائے کے تم امیرالمومنین قتل ہو گئے،امیرالمومنین قتل ہو گئے،، کے نعرے لگاتے ہوئے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا شروع کردو۔

دیکھو! میرے بدلے میں صرف میرا قاتل ہی قتل کیا جائے اور دیکھو! جب میں اس ضرب سے مر جاؤں تو اس ایک ضرب کے بدلے میں ایک ہی ضرب لگانا اور اس شخص کے ہاتھ پیر نہ کاٹنا،کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خبردار کسی کے بھی ہاتھ پیر نہ کاٹو، اگرچہ وہ کاٹنے والا کتا ہی ہو۔

مکتوب نمبر48

معاویہ ابن ابی سفیان کے نام:

یادرکھو! سرکشی اور دروغ گوئی انسان کو دین و دنیا میں رسوا کر دیتی ہے اور نکتہ چینی کرنے والے کے سامنے اس کی خامیاں کھول دیتی ہے تم جانتے ہو کہ جس چیز کا ہاتھ سے جانا ہی طے ہے اسے تم پا نہیں سکتے۔ بہت سے لوگوں نے بغیر کسی حق کے کسی مقصد کو چاہا اور منشاء الٰہی کے خلاف تاویلیں کرنے لگے تو اللہ نے انہیں جھٹلا دیا لٰہذا تم بھی اس دن سے ڈرو جس میں وہی شخص خوش ہوگا جس نے اپنے اعمال کے نتیجہ کو بہتر بنالیا ہو اور وہ شخص نادم و شرمسار ہوگا جس نے اپنی باگ ڈور شیطان کو تھما دی اور اس کے ہاتھ سے اسے نہ چھیننا چاہا اور تم نے ہمیں قرآن کے فیصلہ کی دعوت دی۔ حالانکہ تم قرآن کے اہل نہیں تھے تو ہم نے تمہاری آواز پر لبیک نہیں کہی بلکہ قرآن کے حکم پر لبیک کہی والسلام!

مکتوب نمبر49

معاویہ کے نام:

دنیا آخرت سے روگرداں کر دینے والی ہے اور جب دنیادار اس سے کچھ تھوڑا بہت پا لیتا ہے تو وہ اس کے لیے اپنی حرص و شیفتگی کے دروازے کھول دیتی ہے اور یہ نہیں ہوتا کہ اب جتنی دولت مل گئی اس پر اکتفا کرے اور جو ہاتھ نہیں آیا اس سے بے نیاز رہے۔ حالانکہ نتیجہ میں جو کچھ جمع کیا ہے اس سے جدائی اور کچھ بندوبست کیا ہے اس کی شکست لازمی ہے اور اگر تم

گزشتہ حالات سے عبرت حاصل کروتو باقی عمر کی حفاظت کرسکو گے۔والسلام!

مکتوب نمبر 50

سرداران لشکر کے نام:

خدا کے بندے علیؑ امیرالمومنین کا خط چھاؤنیوں کے سالاروں کی طرف:

حاکم پر فرض ہے کہ جس برتری کواس نے پایا ہےاور جس فارغ البالی کی منزل پر پہنچا ہے وہ اس کے رویہ میں جو رعایا کے ساتھ ہے تبدیلی پیدا نہ کرے بلکہ اللہ نے جو نعمت اس کے نصیب میں کی ہے وہ اسے بندگان خدا سے نزدیکی اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی میں اضافہ ہی کا باعث ہو ہاں! مجھ پر تمہارا یہ بھی حق ہے کہ جنگ کی حالت کے علاوہ کوئی راز تم سے پردہ میں نہ رکھوں اور حکم شرعی کے سوا دوسرے امور میں تمہاری رائے مشورہ سے پہلو تہی نہ کروں اور تمہارے کسی حق کو پورا کرنے میں کوتاہی نہ کروں اور اسے انجام تک پہنچائے بغیر دم نہ لوں۔اور یہ کہ حق میں تم میرے نزدیک سب برابر سمجھے جاؤ۔جب میرا برتاؤ یہ ہوتو تم پر اللہ کے احسان کا شکر لازم ہے اور میری اطاعت بھی اور یہ کہ کسی پکار پر قدم پیچھے نہ ہٹاؤ اور نیک کاموں میں کوتاہی نہ کرو اور حق تک پہنچنے کے لیے سختیوں کا مقابلہ کرو۔ اور اگر تم اس رویہ پر برقرار نہ رہو تو پھر تم میں سے بے راہ ہو جانے والوں سے زیادہ کوئی میری نظر میں ذلیل نہ ہوگا پھر اسے سزا بھی سخت دوں گا اور وہ اس کے بارے میں مجھ سے کوئی رعایت نہ پائے گا۔تم اپنے (ماتحت) سرداروں سے یہی عہد پیمان لو اور اپنی طرف سے بھی ایسے حقوق کی پیش کش کرو کہ جس سے اللہ تمہارے معاملات کو سلجھا دے۔والسلام

مکتوب نمبر 51

خراج کے تحصیلداروں کے نام:

خدا کے بندے علی امیرالمومنینؑ کا خط خراج وصول کرنے والوں کی طرف جو شخص اپنے انجام کار سے خائف نہیں ہوتا وہ اپنے نفس کے بچاؤ کے لئے کوئی سروسامان فراہم نہیں کرسکتا تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جو فرائض تم پر عائد کئے گئے ہیں وہ کم ہیں اوران کا ثواب زیادہ ہے۔خدا نے ظلم وشرکشی سے جوروکا ہے اس پر سزا کا خوف نہ بھی ہوتا جب بھی اس سے بچنے کا ثواب ایسا ہے کہ اس کی طلب سے بے نیاز ہونے میں کوئی عذر نہیں کیا جاسکتا لوگوں سے عدل وانصاف کا رویہ اختیار کرو۔اوران کی خواہشوں پر صبروتحمل سے کام لواوراس لیے کہ تم رعیت کے خزینہ دار امت کے نمائندے اور اقتدار اعلیٰ کے فرستادہ ہوکسی سے اس کی ضرورت کو قطع نہ کرواوراس کے مقصد میں روڑے نہ اٹکاؤاورلوگوں سے خراج وصول کرنے کے لیےان کے جاڑے یا گرمی کے کپڑوں اورمویشیوں کوجن سے وہ کام لیتے ہوں اوران کے غلاموں کوفروخت نہ کرواورکسی کو پیسہ کی خاطر کوڑے نہ لگاؤاورکسی مسلمان یا ذمی کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ۔مگر یہ کہ اس کے پاس گھوڑا یا ہتھیار ہوکہ جو اسلام کے خلاف استعمال ہونے والا ہواس لئے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ کسی مسلمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اس کو دشمنان اسلام کے ہاتھوں میں رہنے دے کہ جو مسلمانوں پر غلبہ کا سبب بن جائے اوراپنوں کی خیرخواہی فوج سے نیک برتاؤ،رعیت کی امداداوردین خدا کو مضبوط کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھو۔اللہ کی راہ میں جو تمہارا فرض ہے اسے سرانجام دو کیونکہ اللہ سبحانہٗ نے اپنے

احسانات کے بدلہ میں ہم سے اور تم سے یہ چاہا ہے کہ مقدور بھر اس کا لشکر اور طاقت بھر اس کی نصرت کریں اور ہماری قوت و طاقت بھی تو خدا ہی کی طرف سے ہے۔

مکتوب52

نماز کے بارے میں مختلف شہروں کے حکمرانوں کے نام:

ظہر کی نماز پڑھاؤ اس وقت تک کہ سورج اتنا جھک جائے کہ بکریوں کے باڑے کی دیوار کا سایہ اس کے برابر ہو جائے اور عصر کی نماز اس وقت تک پڑھ لینا چاہیے ابھی روشنی زندہ ہو اور دن ابھی اتنا باقی ہو کہ چھ میل کی مسافت طے کی جا سکے اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھاؤ جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور حاجی عرفات سے واپس جاتے ہیں اور عشاء کی نماز مغرب کی سرخی غائب ہونے سے رات کے ایک تہائی حصہ تک پڑھادو اور صبح کی نماز اس وقت پڑھاؤ جب آدمی اپنے ہمراہی کا چہرہ پہچان لے اور نماز اتنی مختصر پڑھاؤ جو ان میں سے سب سے کمزور آدمی پر بھی بار نہ ہو اور لوگوں کے لیے صبر آزمانہ بن جاؤ۔

عہد نامہ53

اس دستاویز کو (مالک) اشتر نخعیؒ کے لئے تحریر فرمایا۔جب کہ محمد ابن ابی بکر کے حالات بگڑ جانے پر انہیں مصر اور اس کے اطراف کی حکومت سپرد کی۔یہ سب سے طویل عہد نامہ اور امیر المومنینؑ کے توقیعات میں سب سے زیادہ محاسن پر مشتمل ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ ہے وہ فرمان جس پر کاربند رہنے کا حکم دیا ہے خدا کے بندے علی امیر المومنینؑ نے مالک ابن حارث اشتر کو جب مصر کا انہیں والی بنایا تاکہ وہ خراج جمع کریں، دشمنوں سے لڑیں، رعایا کی فلاح و بہبود اور شہروں کی آبادی کا انتظام کریں۔ انہیں حکم ہے کہ اللہ کا خوف کریں، اس کی اطاعت کو مقدم سمجھیں اور جن فرائض و سنن کا اس نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے، ان کا اتباع کریں کہ انہی کی پیروی سے سعادت اور انہی کے ٹھکرانے اور برباد کرنے سے بدبختی دامنگیر ہوتی ہے اور یہ کہ اپنے دل اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اللہ کی نصرت میں لگے رہیں۔ کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے ذمہ لیا ہے کہ جو اس کی نصرت کرے گا، وہ اس کی مدد کرے گا، اور جو اس کی حمایت کے لئے کھڑا ہو گا، وہ اسے عزت و سرفرازی بخشے گا۔

اس کے علاوہ انہیں حکم ہے کہ وہ نفسانی خواہشوں کے وقت اپنے نفس کو کچلیں اور اس کی منہ زوریوں کے وقت اسے روکیں کیونکہ نفس برائیوں ہی کی طرف لے جانے والا ہے۔ مگر یہ کہ خدا کا لطف و کرم شامل حال ہو۔ اے مالک! اس بات کو جانے رہو کہ تمہیں ان علاقوں کی طرف بھیج رہا ہوں کہ جہاں تم سے پہلے عادل اور ظالم کئی حکومتیں گزر چکی ہیں اور لوگ تمہارے طرز عمل کو اسی نظر سے دیکھیں گے جس نظر سے تم اپنے اگلے حکمرانوں کے طور طریقے کو دیکھتے رہے ہو اور تمہارے بارے میں بھی وہی کہیں گے جو تم ان حکمرانوں کے بارے میں کہتے ہو۔ یہ یاد رکھو، کہ خدا کے نیک بندوں کا پتہ چلتا ہے۔ اسی نیک نامی سے جو انہیں بندگان الٰہی میں خدا نے دے رکھی ہے۔ لٰہذا ہر ذخیرے سے زیادہ پسند تمہیں نیک

اعمال کا ذخیرہ ہونا چاہئے۔تم اپنی خواہشوں پر قابو رکھو، اور جو مشاغل تمہارے لئے حلال نہیں ہیں ان میں صرف کرنے سے اپنے نفس کے ساتھ بخل کرو۔ کیونکہ نفس کے ساتھ بخل کرنا ہی اس کے حق کو ادا کرنا ہے۔ چاہے وہ خود اسے پسند کرے یا ناپسند۔ رعایا کے لئے اپنے دل کے اندر رحم و رافت اور لطف ومحبت کو جگہ دو۔ان کے لئے پھاڑ کھانے والا درندہ نہ بن جاؤ کہ انہیں نگل جانا غنیمت سمجھتے ہو۔اس لئے کہ رعایا میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ایک تو تمہارے دینی بھائی اور دوسرے تمہارے جیسی مخلوقِ خدا۔ ان کی لغزشیں بھی ہوں گی۔خطاؤں سے بھی انہیں سابقہ پڑے گا اور ان کے ہاتھوں سے جان بوجھ کر یا بھولے چوکے سے غلطیاں بھی ہوں گی۔تم ان سے اسی طرح عفوو درگزر سے کام لینا جس طرح اللہ سے اپنے لئے عفوو درگزر کو پسند کرتے ہو۔اس لئے کہ تم ان پر حاکم ہو، اور تمہارے اوپر تمہارا امام حاکم ہے۔اور جس (امام) نے تمہیں والی بنایا ہے اس کے اوپر اللہ ہے اور اس نے تم سے ان لوگوں کے معاملات کی انجام دہی چاہی ہے اور ان کے ذریعہ تمہاری آزمائش کی ہے اور دیکھو، خبردار! اللہ سے مقابلہ کے لئے نہ اترنا۔اس لئے کہ اس کے غضب کے سامنے تم بے بس ہو اور اس کے عفوو رحمت سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔تمہیں کسی کو معاف کر دینے پر پچھتانا، اور سزا دینے پر اترانا نہ چاہیے۔غصہ میں جلد بازی سے کام نہ لو۔ جب کہ اس کے ٹال دینے کی گنجائش ہو کبھی یہ نہ کہنا کہ میں حاکم بنایا گیا ہوں، لہٰذا میرے حکم کے آگے سر تسلیم خم ہونا چاہئے کیونکہ یہ دل میں فساد پیدا کرنے، دین کو کمزور بنانے اور بربادیوں کو قریب لانے کا سبب ہے اور کبھی حکومت کی وجہ سے تم میں تمکنت یا غرور پیدا ہو تو

اپنے سے بالاتر اللہ کے ملک کی عظمت کو دیکھو اور خیال کرو کہ وہ تم پر وہ قدرت رکھتا ہے کہ جو خود تم اپنے آپ پر نہیں رکھتے۔ یہ چیز تمہاری رعونت و سرکشی کو دبا دے گی، اور تمہاری طغیانی کو روک دے گی، اور تمہاری کھوئی ہوئی عقل کو پلٹا دے گی۔

خبردار! کبھی اللہ کے ساتھ اس کی عظمت میں نہ ٹکراؤ۔ اور اس کی شان و جبروت سے ملنے کی کوشش نہ کرو، کیونکہ اللہ ہر جبار و سرکش کو نیچا دکھاتا ہے اور ہر مغرور کے سر کو جھکا دیتا ہے۔

اپنی ذات کے بارے میں اور اپنے عزیزوں اور رعایا میں سے اپنے دل پسند افراد کے معاملے میں حقوق اللہ اور حقوق الناس کے متعلق بھی انصاف کرنا۔ کیونکہ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ظالم ٹھہرو گے۔ اور جو خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے تو بندوں کے بجائے اللہ اس کا حریف و دشمن بن جاتا ہے اور جس کا وہ حریف و دشمن ہو، اس کی ہر دلیل کو کچل دے گا، اور وہ اللہ سے برسرِ پیکار رہے گا۔ یہاں تک کہ باز آئے اور توبہ کر لے اور اللہ کی نعمتوں کو سلب کرنے والی اور اس کی عقوبتوں کو جلد بلا وا دینے والی کوئی چیز اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ ظلم پر باقی رہا جائے کیونکہ اللہ مظلوموں کی پکار سنتا ہے اور ظالموں کے لئے موقع کا منتظر رہتا ہے۔

تمہیں سب طریقوں سے زیادہ وہ طریقہ پسند ہونا چاہئے جو حق کے اعتبار سے بہترین، انصاف کے لحاظ سے سب کو شامل اور رعایا کے زیادہ سے زیادہ افراد کی مرضی کے مطابق ہو۔ کیونکہ عوام کی ناراضگی خواص کی رضامندی کو بے اثر بنا دیتی، اور خاص کی ناراضگی عوام کی رضامندی کے ہوتے ہوئے نظر انداز کی جا سکتی ہے۔ اور یہ یاد رکھو! کہ رعیت میں خاص سے زیادہ کوئی ایسا نہیں کہ جو خوش حالی کے وقت حاکم پر بوجھ بننے والا مصیبت کے وقت

امداد سے کترا جانے والا، انصاف پر ناک بھوں چڑھانے والا، طلب وسوال کے موقعہ پر پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ جانے والا، بخشش پر کم شکر گزار ہونے والا، محروم کر دیئے جانے پر بمشکل عذر سننے والا، اور زمانہ کی ابتلاؤں پر بے صبری دکھانے والا ہو اور دین کا مضبوط سہارا، مسلمانوں کی قوت اور دشمن کے مقابلہ میں سامانِ دفاع یہی امت کے عوام ہوتے ہیں لہٰذا تمہاری پوری توجہ اور تمہارا پورا رخ انہی کی جانب ہونا چاہیئے۔

اور تمہاری رعایا میں تم سے سب سے زیادہ دور اور سب سے زیادہ تمہیں ناپسند وہ ہونا چاہیئے جو لوگوں کی عیب جوئی میں زیادہ لگا رہتا ہو۔ کیونکہ لوگوں میں عیب تو ہوتے ہی ہیں۔ حاکم کے لئے انتہائی شایان یہ ہے کہ ان پر پردہ ڈالے۔ لہٰذا جو عیب تمہاری نظروں سے اوجھل ہوں، انہیں نہ اچھالنا۔ کیونکہ تمہارا کام انہی عیبوں کو مٹانا ہے کہ جو تمہارے اوپر ظاہر ہوں اور جو چھپے ڈھکے ہوں۔ ان کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے۔ اس لئے جہاں تک بن پڑے عیبوں کو چھپاؤ تاکہ اللہ بھی تمہارے ان عیوب کی پردہ پوشی کرے جنہیں تم رعیت سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو۔ لوگوں سے کینہ کی ہر گرہ کو کھول دو اور دشمنی کی ہر رسی کاٹ دو اور ہر ایسے رویہ سے جو تمہارے لئے مناسب نہیں بے خبر بن جاؤ اور چغل خور کی جھٹ سے ہاں میں ہاں نہ ملاؤ۔ کیونکہ وہ فریب کار ہوتا ہے۔ اگرچہ خیر خواہوں کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شریک نہ کرنا کہ وہ تمہیں دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے سے روکے گا، اور فقر و افلاس کا خطرہ دلائے گا اور نہ کسی بزدل سے مہمات میں مشورہ لینا کہ وہ تمہاری ہمت پست کر دے گا اور نہ کسی لالچی سے مشورہ کرنا کہ وہ ظلم کی راہ سے مال بٹورنے

کو تمہاری نظروں میں سج دے گا۔ یاد رکھو! کہ بخل، بزدلی، اور حرص اگرچہ الگ الگ خصلتیں ہیں مگر اللہ سے بدگمانی ان سب میں شریک ہے تمہارے لئے سب سے بدتر وزیر وہ ہوگا، جو تم سے پہلے بدکرداروں کا وزیر اور گناہوں میں ان کا شریک رہ چکا ہے۔اس قسم کے لوگوں کو تمہارے مخصوصین میں سے نہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ گنہگاروں کے معاون اور ظالموں کے ساتھی ہوتے ہیں۔ان کی جگہ تمہیں ایسے لوگ مل سکتے ہیں جو تدبیر ورائے اور کارکردگی کے اعتبار سے ان کے مثل ہوں گے۔مگر ان کی طرح گناہوں کی گرانباریوں میں دبے ہوئے نہ ہوں جنہوں نے نہ کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہو اور نہ کسی گنہگار کا اس کے گناہ میں ہاتھ بٹایا ہو،ان کا بوجھ تم پر ہلکا ہوگا، اور یہ تمہارے بہترین معاون ثابت ہوں گے اور تمہاری طرف محبت سے جھکنے والے ہوں گے، اور تمہارے علاوہ دوسروں سے ربط ضبط نہ رکھیں گے۔ انہی کو تم خلوت وجلوت میں اپنا مصاحب خاص ٹھہرانا پھر تمہارے نزدیک ان میں زیادہ ترجیح ان لوگوں کو ہونا چاہئے کہ جو حق کی کڑوی باتیں تم سے کھل کر کہنے والے ہوں اور ان چیزوں میں کہ جنہیں اللہ اپنے مخصوص بندوں کے لئے ناپسند کرتا ہے۔ تمہاری بہت کم مدد کرنے والے ہوں چاہے وہ تمہاری خواہشوں سے کتنی ہی میل کھاتی ہوں۔ پرہیزگاروں اور راست بازوں سے اپنے کو وابستہ رکھنا پھر انہیں اس کا عادی بنانا کہ وہ تمہارے کسی کارنامہ کے بغیر تمہاری تعریف کر کے خوش نہ کریں کیونکہ زیادہ مدح سرائی غرور پیدا کرتی ہے اور سرکشی کی منزل سے قریب کر دیتی ہے اور تمہارے نزدیک نیکوکار اور بدکردار دونوں برابر نہ ہوں اس لئے کہ ایسا کرنے سے نیکوں کو نیکی سے بے رغبت کرنا اور

بدوں کو بدی پر آمادہ کرنا ہے ہر شخص کو اسی کی منزلت پر رکھو، جس کا وہ مستحق ہے۔ اور اس بات کو یاد رکھو کہ حاکم کو اپنی رعایا پر پورا اعتماد اسی وقت کرنا چاہئے جبکہ وہ ان سے حسنِ سلوک کرتا ہو اور ان پر بوجھ نہ لادے اور انہیں ایسی ناگوار چیزوں پر مجبور نہ کرے، جو ان کے بس میں نہ ہوں۔ تمہیں ایسا رویہ اختیار کرنا چاہئے کہ اس حسن سلوک سے تمہیں رعیت پر پورا اعتماد ہو سکے۔ کیونکہ یہ اعتماد تمہاری طویل اندرونی الجھنوں کو ختم کردے گا اور سب سے زیادہ تمہارے اعتماد کے وہ مستحق ہیں جن کے ساتھ تم نے اچھا سلوک کیا ہو اور سب سے زیادہ بے اعتمادی کے مستحق وہ ہیں جن سے تمہارا برتاؤ اچھا نہ رہا ہو۔

اور دیکھو! اس اچھے طور طریقے کو ختم نہ کرنا کہ جس پر اس امت کے بزرگ چلتے رہے ہیں اور جس سے اتحاد و یک جہتی پیدا اور رعیت کی اصلاح ہوئی ہے اور ایسے طریقے ایجاد نہ کرنا کہ جو پہلے طریقوں کو کچھ ضرر پہنچائیں، اگر ایسا کیا تو نیک روش کے قائم کر جانے والوں کو ثواب تو ملتا رہے گا، مگر انہیں ختم کردینے کا گناہ تمہاری گردن پر ہوگا، اور اپنے شہروں کے اصلاحی امور کو مستحکم کرنے اور ان چیزوں کے قائم کرنے میں کہ جن سے اگلے لوگوں کے حالات مضبوط رہے تھے علماء کے ساتھ باہمی مشورہ اور بات چیت کرتے رہنا۔

اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ رعایا کے کئی طبقے ہوتے ہیں جن کی سود و بہبود ایک دوسرے سے وابستہ ہوتی ہیں، اور وہ ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ ان میں سے ایک طبقہ وہ ہے جو اللہ کی راہ میں کام آنے والے فوجیوں کا ہے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جو عمومی و خصوصی تحریروں کا کام انجام دیتا ہے تیسرا انصاف کرنے والے قضاۃ کا ہے۔ چوتھا حکومت کے وہ

عمال جن سے امن اور انصاف قائم ہوتا ہے۔ پانچوں خراج دینے والے مسلمان اور جزیہ دینے والے ذمیوں کا چھٹا تجارت پیشہ و اہل حرفہ کا ساتواں فقاروں مساکین کا وہ طبقہ ہے کہ جو سب سے پست ہے اور اللہ نے ہر ایک کا حق معین کر دیا ہے اور اپنی کتاب یا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کی حد بندی کر دی اور وہ (مکمل) دستور ہمارے پاس محفوظ ہے۔

(پہلا طبقہ) فوجی دستے یہ بحکم خدا رعیت کی حفاظت کا قلعہ، فرمانرواؤں کی زینت، دین و مذہب کی قوت اور امن کی راہ ہیں۔ رعیت کا نظم و نسق انہی سے قائم رہ سکتا ہے اور فوج کی زندگی کا سہارا وہ خراج ہے جو اللہ نے اس کے لئے معین کیا ہے کہ جس سے وہ دشمنوں سے جہاد کرنے میں تقویت حاصل کرتے اور اپنی حالت کو درست بناتے اور ضروریات کو بہم پہنچاتے ہیں۔ پھر ان دونوں طبقوں کے نظم و بقا کے لئے تیسرے طبقے کی ضرورت ہے کہ جو قضاۃ، عمال اور منشیان دفاتر کا ہے کہ جن کے ذریعہ باہمی معاملوں کی مضبوطی اور خراج اور دیگر منافع کی جمع آوری ہوتی ہے اور معمولی اور غیر معمولی معاملوں میں ان کے ذریعہ وثوق و اطمینان حاصل کیا جاتا ہے اور سب کا دارو مدار سوداگروں اور صناعوں پر ہے کہ وہ ان کی ضروریات کو فراہم کرتے ہیں بازار لگاتے ہیں اور اپنی کاوشوں سے ان کی ضروریات کو مہیا کر کے انہیں خود مہیا کرنے سے آسودہ کر دیتے ہیں اس کے بعد پھر فقیروں اور ناداروں کا طبقہ ہے جن کی اعانت و دستگیری ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے گزارے کی صورتیں پیدا کر رکھی ہیں اور ہر طبقے کا حاکم پر حق قائم ہے کہ وہ ان کے لئے اتنا مہیا کرے جو ان کی حالت درست کر سکے اور حاکم خدا کے ان تمام ضروری حقوق سے عہدہ برآ نہیں ہو

سکتا۔مگراسی صورت میں کہ پوری طرح کوشش کرے اور اللہ سے مدد مانگے اور اپنے کو حق پر ثابت و برقرار رکھے اور چاہے اس کی طبیعت پر آسان ہو یا دشوار بہر حال اس کو برداشت کرے۔فوج کا سردار اس کو بنانا جو اللہ کا اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور تمہارے امام کا سب سے زیادہ خیر خواہ ہو، سب سے زیادہ پاک دامن ہو، اور بردباری میں نمایاں ہو۔جلد غصہ میں نہ آجاتا ہو۔عذر معذرت پر مطمئن ہو جاتا ہو، کمزوروں پر رحم کھاتا ہو، اور طاقتوروں کے سامنے اکڑ جاتا ہو، نہ بدخوئی اسے جوش میں لے آتی ہو، اور پست ہمتی اسے بٹھا دیتی ہو۔پھر ایسا ہونا چاہئے کہ تم بلند خاندان، نیک گھرانے اور عمدہ روایات رکھنے والوں اور ہمت و شجاعت اور جود وسخاوت کے مالکوں سے اپنا ربط و ضبط بڑھاؤ کیونکہ یہی لوگ بزرگیوں کا سرمایہ اور نیکیوں کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔پھر ان کے حالات کی اس طرح دیکھ بھال کرنا، جس طرح ماں باپ اپنی اولاد کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔اگر ان کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرو کہ جوان کی تقویت کا سبب ہو تو اسے بار نہ سمجھنا، اور اپنے کسی معمولی سلوک کو بھی غیر اہم نہ سمجھ لینا (کہ اسے چھوڑ بیٹھو) کیونکہ اس حسن سلوک سے ان کی خیر خواہی کا جذبہ ابھرے گا اور حسن اعتماد میں اضافہ ہوگا اور اس خیال سے کہ تم نے ان کی بڑی ضرورتوں کو پورا کر دیا ہے، کہیں ان کی چھوٹی ضرورتوں سے آنکھ بند نہ کر لینا کیونکہ یہ چھوٹی قسم کی مہربانی کی بات بھی اپنی جگہ فائدہ بخش ہوتی ہے، اور وہ بڑی ضرورتیں اپنی جگہ اہمیت رکھتی ہیں، اور فوجی سرداروں میں تمہارے یہاں وہ بلند منزلت سمجھا جائے، جو فوجیوں کی اعانت میں برابر کا حصہ لیتا ہو، اور اپنے روپے پیسے سے اتنا سلوک کرتا ہو کہ جس سے ان کا اور ان کے

پیچھے رہ جانے والے بال بچوں کا بخوبی گزارا ہوسکتا ہوتا کہ وہ ساری فکروں سے بے فکر ہوکر پوری یکسوئی کے ساتھ دشمن سے جہاد کریں اس لئے کہ فوجی سرداروں کے ساتھ تمہارا مہربانی سے پیش آنا ان کے دلوں کوتمہاری طرف موڑ دے گا۔

حکمرانوں کے لئے سب سے بڑی آنکھوں کی ٹھنڈک اس میں ہے کہ شہروں میں عدل و انصاف برقرار رہے اور رعایا کی محبت ظاہر ہوتی رہے اور ان کی محبت اسی وقت ظاہر ہوا کرتی ہے کہ جب ان کے دلوں میں میل نہ ہو، اور ان کی خیر خواہی اسی صورت میں ثابت ہوئی ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کے گرد حفاظت کے لئے گھیرا ڈالے رہیں۔ان کا اقتدار سر پڑا بوجھ نہ سمجھیں اور نہ ان کی حکومت کے خاتمہ کے لئے گھڑیاں گنیں۔لہٰذا ان کی امیدوں میں وسعت و کشائش رکھنا انہیں اچھے لفظوں سے سراہتے رہنا اور ان میں کے اچھی کارکردگی دکھانے والوں کے کارناموں کا تذکرہ کرتے رہنا۔اس لئے کہ ان کے اچھے کارناموں کا ذکر بہادروں کو جوش میں لے آتا ہے اور پست ہمتوں کو ابھارتا ہے۔ان شاء اللہ جو شخص جس کارنامے کو انجام دے اسے پہچانتے رہنا اور ایک کا کارنامہ دوسرے کی طرف منسوب نہ کر دینا اور اس کی حسن کارکردگی کا صلہ دینے میں کمی نہ کرنا اور کبھی ایسا نہ کرنا کہ کسی شخص کی بلندی ورفعت کی وجہ سے اس کے معمولی کام کو بڑا سمجھ لو اور کسی کے بڑے کام کو اس کے خود پست ہونے کی وجہ سے معمولی قرار دے لو۔

جب ایسی مشکلیں تمہیں پیش آئیں کہ جن کا حل نہ ہو سکے اور ایسے معاملات کہ جو مشتبہ ہو جائیں تو ان میں اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو، کیونکہ خدا نے جن لوگوں کو ہدایت کرنا

چاہی ہے ان کے لئے فرمایا" اے ایمان دارو! اللہ کی اطاعت کرو، اور اس کے رسولؐ کی اور ان کی جو تم میں سے صاحبانِ امر ہوں، ، تو اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کتاب کی محکم آیتوں پر عمل کیا جائے اور رسولؐ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ان متفق علیہ ارشادات پر عمل کیا جائے جن میں کوئی اختلاف نہیں۔

پھر یہ کہ لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرنے کے لئے ایسے شخص کو منتخب کرو جو تمہارے نزدیک تمہاری رعایا میں سب سے بہتر ہو، جو واقعات کی پیچیدگیوں سے ضیق میں نہ پڑ جاتا ہو، اور نہ جھگڑا کرنے والوں کے رویہ سے غصہ میں آتا ہو۔ نہ اپنے کسی غلط نقطہ نظر پر اڑتا ہو، نہ حق کو پہچان کر اس کے اختیار کرنے میں طبیعت پر بار محسوس کرتا ہو، نہ اس کا نفس ذاتی طمع پر جھک پڑتا ہو، اور نہ بغیر پوری طرح چھان بین کے ہوئے سرسری طور پر کسی معاملہ کو سمجھ لینے پر اکتفا کرتا ہو۔ شک وشبہ کے موقع پر قدم روک لیتا ہو، اور دلیل و حجت کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہو فریقین کی بحثا بحثی سے اکتا نہ جاتا ہو۔ معاملات کی تحقیق میں بڑے صبر وضبط سے کام لیتا ہو، اور جب حقیقت آئینہ ہو جاتی ہو، تو بے دھڑک فیصلہ کر دیتا ہو۔ وہ ایسا ہو جسے سراہنا مغرور نہ بنائے اور تاننا (نقص بیان کرنا) جنبہ داری پر آمادہ نہ کر دے۔ اگرچہ ایسے لوگ کم ہی ملتے ہیں۔ پھر یہ کہ تم خود ان کے فیصلوں کا بار بار جائزہ لیتے رہنا۔ دل کھول کر انہیں اتنا دینا کہ جو ان کے ہر عذر کو غیر مسموع بنا دے اور لوگوں کی انہیں کوئی احتیاج نہ رہے۔ اپنے ہاں انہیں ایسے باعزت مرتبہ پر رکھو کہ تمہارے دربار رس لوگ انہیں ضرر پہنچانے کا کوئی خیال نہ کر سکیں، تاکہ وہ تمہارے التفات کی وجہ سے لوگوں کی سازش سے

محفوظ رہیں۔اس بارے میں انتہائی بالغ نظری سے کام لینا۔کیونکہ (اس سے پہلے) یہ دین بدکرداروں کے پنجے میں اسیر رہ چکا ہے جس میں نفسانی خواہشوں کی کارفرمائی تھی، اور اسے دنیا طلبی کا ایک ذریعہ بنالیا گیا تھا۔

پھر اپنے عہدہ داروں کے بارے میں نظر رکھنا ان کو خوب آزمائش کے بعد منصب دینا کبھی صرف رعایت اور جانبداری کی بناء پر انہیں منصب عطا نہ کرنا۔ اس لئے کہ یہ باتیں نا انصافی اور بے ایمانی کا سرچشمہ ہیں اور ایسے لوگوں کو منتخب کرنا جو آزمودہ وغیرت مند ہوں۔ ایسے خاندانوں میں سے جو اچھے ہوں اور جن کی خدمات اسلام کے سلسلہ میں پہلے سے ہوں کیونکہ ایسے لوگ بلند اخلاق اور بے داغ عزت والے ہوتے ہیں۔حرص وطمع کی طرف کم جھکتے ہیں، اور عواقب ونتائج پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔ پھر ان کی تنخواہوں کا معیار بلند رکھنا، کیونکہ اس سے انہیں اپنے نفوس کے درست رکھنے میں مدد ملے گی، اور اس مال سے بے نیاز رہیں گے جو ان کے ہاتھوں میں بطور امانت ہوگا۔اس کے بعد بھی وہ تمہارے حکم کی خلاف ورزی یا امانت میں رخنہ اندازی کریں تو تمہاری حجت ان پر قائم ہوگی۔ پھر ان کے کاموں کو دیکھتے بھالتے رہنا اور کچھ اور وفادار مخبروں کو ان پر چھوڑ دینا، کیونکہ خفیہ طور پر ان کے امور کی نگرانی انہیں امانت کے برتنے اور رعیت کے ساتھ نرم رویہ رکھنے کی باعث ہوگی۔ خائن مددگاروں سے اپنا بچاؤ کرتے رہنا۔ اگر ان میں سے کوئی خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور متفقہ طور پر جاسوسوں کی اطلاعات تم تک پہنچ جائیں، تو شہادت کے لئے بس اسے کافی سمجھنا۔اسے جسمانی طور پر سزا دینا اور جو کچھ اس نے اپنے عہدہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے

سمیٹا ہے، اسے واپس لینا اور اسے ذلت کی منزل پر کھڑا کر دینا، اور خیانت کی رسوائیوں کے ساتھ اسے روشناس کرانا اور ننگ و رسوائی کا طوق اس کے گلے میں ڈال دینا۔

مال گزاری کے معاملہ میں مال گزاری ادا کرنے والوں کا مفاد پیشِ نظر رکھنا، کیونکہ باج اور باج گزاروں کی بدولت ہی دوسروں کے حالات درست کئے جا سکتے ہیں۔سب اسی خراج اور خراج دینے والوں کے سہارے پر جیتے ہیں اور خراج کی جمع آوری سے زیادہ زمین کی آبادی ہی سے حاصل ہوسکتا ہے اور جو آباد کئے بغیر خراج چاہتا ہے، وہ ملک کی بربادی اور بندگانِ خدا کی تباہی کا سامان کرتا ہے اور اس کی حکومت تھوڑے دنوں سے زیادہ نہیں رہ سکتی۔

اب اگر وہ خراج کی گرانباری یا کسی آفت ناگہانی یا نہری و بارانی علاقوں میں ذرائع آب پاشی کے ختم ہونے یا زمین کے سیلاب میں گھر جانے یا سیرابی کے نہ ہونے کے باعث اس کے تباہ ہونے کی شکایت کریں تو خراج میں اتنی کمی کردو جس سے تمہیں ان کے حالات کے سدھرنے کی توقع ہو، اور ان کے بوجھ کو ہلکا کرنے سے تمہیں گرانی نہ محسوس ہو، کیونکہ انہیں زیرِ باری سے بچانا ایک ایسا ذخیرہ ہے کہ جو تمہارے ملک کی آبادی اور تمہارے قلمرو حکومت کی زیب و زینت کی صورت میں تمہیں پلٹا دیں گے اور اس کے ساتھ تم ان سے خراجِ تحسین اور عدل قائم کرنے کی وجہ سے مسرت بے پایاں بھی حاصل کرسکو گے اور اپنے اس حسنِ سلوک کی وجہ سے کہ جس کا ذخیرہ تم نے ان کے پاس رکھ دیا ہے تم (آڑے وقت پر) ان کی قوت کے بل بوتے پر بھروسہ کرسکو گے اور رحم و رافت کے جول میں جس سیرت عادلانہ کا

تم نے انہیں خوگر بنایا ہے، اس کے سبب سے تمہیں ان پر وثوق واعتماد ہو سکے گا اس کے بعد ممکن ہے کہ ایسے حالات بھی پیش آئیں کہ جن میں تمہیں ان پر اعتماد کرنے کی ضرورت ہو تو وہ انہیں بطیبِ خاطر جھیل لے جائیں گے۔ کیونکہ ملک آباد ہے تو جیسا بوجھ اس پر لاد و گے، وہ اٹھالے گا، اور زمین کی تباہی تو اس سے آتی ہے کہ کاشتکاروں کے ہاتھ تنگ ہو جائیں اور ان کی تنگ دستی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ حکام مال و دولت کے سمیٹنے پر تل جاتے ہیں اور انہیں اپنے اقتدار کے ختم ہونے کا کھٹکا لگا رہتا ہے اور عبرتوں سے بہت کم فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ پھر یہ کہ اپنے منشیان دفاتر کی اہمیت پر نظر رکھنا اپنے معاملات ان کے سپرد کرنا جو ان میں بہتر ہوں اور اپنے ان فرامین کو جن میں مخفی تدابیر اور (مملکت کے) رموز و اسرار درج ہوتے ہیں خصوصیت کے ساتھ ان کے حوالے کرنا جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک ہوں۔ جنہیں اعزاز کا حاصل ہونا سرکش نہ بنائے کہ وہ بھری محفلوں میں تمہارے خلاف کچھ کہنے کی جرأت کرنے لگیں اور ایسے بے پروانہ ہو کہ لین دین کے بارے میں جو تم سے متعلق ہوں تمہارے کارندوں کے خطوط تمہارے سامنے پیش کرنے اور ان کے مناسب جوابات روانہ کرنے میں کوتاہی کرتے ہوں اور وہ تمہارے حق میں جو معاہدہ کریں اس میں کوئی خامی نہ رہنے دیں اور نہ تمہارے خلاف کسی ساز باز کا توڑ کرنے میں کمزوری دکھائیں اور وہ معاملات میں اپنے صحیح مرتبہ اور مقام سے ناآشنا نہ ہوں کیونکہ جو اپنا صحیح مقام نہیں پہچانتا وہ دوسروں کے قدر و مقام سے اور بھی زیادہ ناواقف ہوگا۔ پھر یہ کہ ان کا انتخاب تمہیں اپنی فراست، خوش اعتمادی اور حسنِ ظن کی بنا پر نہ کرنا چاہیے، کیونکہ لوگ تصنع اور حسنِ

خدمات کے ذریعہ حکمرانوں کی نظروں میں سما کر تعارف کی راہیں نکال لیا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان میں ذرا بھی خیر خواہی اور امانت داری کا جذبہ نہیں ہوتا۔لیکن تم انہیں ان خدمات سے پرکھو۔ جو تم سے پہلے وہ نیک حاکموں کے ماتحت رہ کر انجام دے چکے ہوں تو جو عوام میں نیک نام اور امانت داری کے اعتبار سے زیادہ مشہور ہوں ان کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرو۔اس لئے کہ ایسا کرنا اس کی دلیل ہوگا کہ تم اللہ کے مخلص اور اپنے امام کے خیر خواہ ہو۔تمہیں محکمۂ تحریر کے ہر شعبہ پر ایک ایک افسر مقرر کرنا چاہیئے جو اس شعبہ کے بڑے سے بڑے کام سے عاجز نہ ہو، اور کام کی زیادتی سے بوکھلا نہ اٹھے۔ یاد رکھو! کہ ان منشیوں میں جو بھی عیب ہوگا، اور تم اس سے آنکھ بند رکھو گے، اس کی ذمہ داری تم پر ہوگی۔

پھر تمہیں تاجروں اور صناعوں کے خیال اور ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کی ہدایت کی جاتی ہے اور تمہیں دوسروں کو ان کے متعلق ہدایت کرنا ہے خواہ وہ ایک جگہ رہ کر بیوپار کرنے والے ہوں یا پھیری لگا کر بیچنے والے ہوں یا جسمانی مشقت (مزدوری یا دستکاری) سے کمانے والے ہوں کیونکہ یہی لوگ منافع کا سرچشمہ اور ضروریات کے مہیا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ان ضروریات کو خشکیوں، تریوں، میدانی علاقوں اور پہاڑوں ایسے دور افتادہ مقامات سے درآمد کرتے ہیں اور ایسی جگہوں سے کہ جہاں لوگ پہنچ نہیں سکتے اور نہ وہاں جانے کی ہمت کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ امن پسند اور صلح جو ہوتے ہیں۔ ان سے کسی فساد اور شورش کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ یہ لوگ تمہارے سامنے ہوں یا جہاں جہاں دوسرے شہروں میں پھیلے ہوئے ہوں۔تم ان کی خبر گیری کرتے رہنا۔ہاں اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ ان میں

ایسے بھی ہوتے ہیں جو انتہائی تنگ نظر اور بڑے کنجوس ہوتے ہیں جو نفع اندوزی کے لئے مال روک رکھتے ہیں اور اونچے نرخ معین کر لیتے ہیں۔ یہ چیز عوام کے لئے نقصان دہ، اور حکام کی بدنامی کا باعث ہوتی ہے۔ لہٰذا ذخیرہ اندوزی سے منع کرنا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے اور خرید وفروخت صحیح ترازؤوں اور مناسب نرخوں کے ساتھ بہ سہولت ہونا چاہئے کہ نہ بیچنے والے کو نقصان ہو اور نہ خریدنے والے کو خسارہ ہو۔ اس کے بعد بھی کوئی ذخیرہ اندوزی کے جرم کا مرتکب ہو تو اسے مناسب حد تک سزا دینا۔ پھر خصوصیت کے ساتھ اللہ کا خوف کرنا پسماندہ وافتادہ طبقہ کے بارے میں جن کا کوئی سہارا نہیں ہوتا۔ وہ مسکینوں، محتاجوں، فقیروں اور معذوروں کا طبقہ ہے۔ ان میں کچھ تو ہاتھ پھیلا کر مانگنے والے ہوتے ہیں اور کچھ کی صورت سوال ہوتی ہے اللہ کی خاطر ان بے کسوں کے بارے میں اس کے اس حق کی حفاظت کرنا جس کا اس نے تمہیں ذمہ دار بنایا ہے ان کے لئے ایک حصہ بیت المال سے معین کر دینا اور ایک حصہ ہر شہر کے اس گلہ میں سے دینا جو اسلامی غنیمت کی زمینوں سے حاصل ہوا ہو، کیونکہ اس میں دور والوں کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا نزدیک والوں کا ہے اور تم ان سب کے حقوق کی نگہداشت کے ذمہ دار بنائے گئے ہو۔ لہٰذا تمہیں دولت کی سرمستی ان سے غافل نہ کر دے۔ کیونکہ کسی معمولی بات کو اس لئے نظر انداز نہیں کیا جائے گا کہ تم نے بہت سے اہم کاموں کو پورا کر دیا ہے، لہٰذا اپنی توجہ ان سے نہ ہٹانا اور نہ تکبر کے ساتھ ان کی طرف سے اپنا رخ پھیرنا اور خصوصیت کے ساتھ خبر رکھو۔ ایسے افراد کی جو تم تک پہنچ نہیں سکتے جنہیں آنکھیں دیکھنے سے کراہت کرتی ہوں گی، اور لوگ انہیں حقارت سے

ٹھکراتے ہوں گے تم ان کے لئے اپنے کسی بھروسے کے آدمی کو جو خوف خدا رکھنے والا اور متواضع ہو مقرر کر دینا کہ وہ ان کے حالات تم تک پہنچاتا رہے۔ پھر ان کے ساتھ وہ طرز عمل اختیار کرنا جس سے کہ قیامت کے روز اللہ کے سامنے حجت پیش کر سکو کیونکہ رعیت میں دوسروں سے زیادہ یہ انصاف کے محتاج ہیں اور یوں تو سب ہی ایسے ہیں کہ تمہیں ان کے حقوق سے عہدہ برا ہو کر اللہ کے سامنے سرخرو ہونا ہے اور دیکھو یتیموں اور سال خوردہ بوڑھوں کا خیال رکھنا کہ جو نہ کوئی سہارا رکھتے ہیں اور نہ سوال کے لئے اٹھتے ہیں اور یہی وہ کام ہے جو حکام پر گراں گزرا کرتا ہے۔ ہاں خدا ان لوگوں کے لئے جو عقبیٰ کے طلب گار رہتے ہیں اس کی گرانیوں کو ہلکا کر دیتا ہے وہ اسے اپنی ذات پر جھیل لے جاتے ہیں اور اللہ نے جو ان سے وعدہ کیا ہے اس کی سچائی پر بھروسا رکھتے ہیں۔

اور تم اپنے اوقات کا ایک حصہ حاجتمندوں کے لئے معین کر دینا جس میں سب کام چھوڑ کر انہیں کے لئے مخصوص ہو جانا اور اس میں اپنے پیدا کرنے والے اللہ کے لئے تواضع و انکساری سے کام لینا اور فوجیوں، نگہبانوں اور پولیس والوں کو ہٹا دینا تا کہ کہنے والے بے دھڑک کہہ سکیں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی موقعوں پر فرماتے سنا ہے کہ "اس قوم میں پاکیزگی نہیں آ سکتی جس میں کمزوروں کو کھل کر طاقتوروں سے حق نہیں دلایا جاتا" پھر یہ کہ اگر ان کے تیور بگڑیں یا صاف صاف مطلب نہ کہہ سکیں، تو اسے برداشت کرنا اور تنگ دلی اور نخوت کو ان کے مقابلہ میں پاس نہ آنے دینا اس کی وجہ سے اللہ تم پر اپنی رحمت کے دامنوں کو پھیلا دے گا، اور اپنی فرماں برداری کا تمہیں ضرور اجر دے گا اور جو حسنِ سلوک

کرنا اس طرح کہ چہرے پر شکن نہ آئے اور نہ دینا تو اچھے طریقے سے عذر خواہی کر لینا۔

پھر کچھ امور ایسے ہیں کہ جنہیں خود تم ہی کو انجام دینا چاہئیں۔ان میں سے ایک حکام کے ان مراسلات کا جواب دینا ہے جو تمہارے منشیوں کے بس میں نہ ہوں اور ایک لوگوں کی حاجتیں جب تمہارے سامنے پیش ہوں اور تمہارے عملہ کے ارکان ان سے جی چرائیں تو خود انہیں انجام دینا ہے۔روز کا کام اسی روز ختم ہوتا ہے اور اپنے اوقات کا بہتر وافضل حصہ اللہ کی عبادت کے لئے خاص کر دینا۔اگرچہ وہ تمام کام بھی اللہ ہی کے لئے ہیں جب نیت بخیر ہو،اور ان سے رعیت کی خوش حالی ہو۔

ان مخصوص اشغال میں سے کہ جن کے ساتھ تم خلوص کے ساتھ اللہ کے لئے اپنے دینی فریضہ کو ادا کرنا اور وہ ان واجبات کی انجام دہی ہونا چاہیے جو اس کی ذات سے مخصوص ہیں۔ تم شب و روز کے اوقات میں اپنی جسمانی طاقتوں کا کچھ حصہ اللہ کے سپرد کر دو اور جو عبادت بھی تقرب الٰہی کی غرض سے بجالانا ایسی ہو کہ نہ اس میں کوئی خلل ہو،اور نہ کوئی نقص چاہے اس میں تمہیں کتنی جسمانی زحمت اٹھانا پڑے اور دیکھو! جب لوگوں کو نماز پڑھانا تو ایسی نہیں کہ (طول دے کر) لوگوں کو بے زار کر دو،اور نہ ایسی مختصر کہ نماز برباد ہو جائے۔اس لئے کہ نمازیوں میں بیمار بھی ہوتے ہیں اور ایسے بھی جنہیں کوئی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔ چنانچہ جب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کی طرف روانہ کیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ انہیں نماز کس طرح پڑھاؤں؟ تو فرمایا کہ جیسی ان میں کے سب سے زیادہ کمزور و ناتواں کی نماز ہو سکتی ہے اور تمہیں مومنوں کے حال پر مہربان ہونا چاہئے۔

اس کے بعد یہ خیال رہے کہ رعایا سے عرصہ تک روپوشی اختیار نہ کرنا کیونکہ حکمرانوں کا رعایا سے چھپ کر رہنا ایک طرح کی تنگ دلی اور معاملات سے بے خبر رہنے کا سبب ہے اور یہ روپوشی انہیں بھی ان امور پر مطلع ہونے سے روکتی ہے کہ جن سے وہ ناواقف ہیں جس کی وجہ سے بڑی چیز ان کی نگاہ میں کھوٹی، اور چھوٹی چیز بڑی، اچھائی برائی، اور برائی اچھائی ہوجایا کرتی ہے اور حق باطل کے ساتھ مل جل جاتا ہے اور حکمران بھی آخر ایسا ہی بشر ہوتا ہے جو ناواقف رہے گا ان معاملات سے جو لوگ اس سے پوشیدہ کریں، اور حق کی پیشانی پر کوئی نشان نہیں ہوا کرتے کہ جس کے ذریعے جھوٹ سے سچ کی قسموں کو الگ کر کے پہچان لیا جائے اور پھر تم دو ہی طرح کے آدمی ہو سکتے ہو۔ یا تو تم ایسے ہو کہ تمہارا نفس حق کی ادائیگی کے لئے آمادہ ہے تو پھر واجب حقوق ادا کرنے اور اچھے کام کر گزرنے سے منہ چھپانے کی ضرورت کیا؟ اور یا تم ایسے ہو کہ لوگوں کو تم سے کورا جواب ہی ملنا ہے تو جب لوگ تمہاری عطا سے مایوس ہو جائیں گے تو خود ہی بہت جلد تم سے مانگنا چھوڑ دیں گے اور پھر یہ کہ لوگوں کی اکثر ضرورتیں ایسی ہوں گی جن سے تمہاری جیب پر کوئی بار نہیں پڑتا۔ جیسے کسی کے ظلم کی شکایت یا کسی معاملہ میں انصاف کا مطالبہ۔

اس کے بعد معلوم ہونا چاہئے کہ حکام کے کچھ خواص اور سر چڑھے لوگ ہوا کرتے ہیں جن میں خود غرضی دست درازی اور بد معاملگی ہوا کرتی ہے۔ تم کو ان حالات کے پیدا ہونے کی وجوہ ختم کر کے اس گندے مواد کو ختم کر دینا چاہئے اور دیکھو! اپنے کسی حاشیہ نشین اور قرابت دار کو جاگیر نہ دینا اور اسے تم سے توقع نہ بندھنا چاہئے۔ کسی ایسی زمین پر قبضہ کرنے کی جو

آبپاشی یا کسی مشترکہ معاملہ میں اس کے آس پاس کے لوگوں کے لئے ضرر کا باعث ہو، یوں کہ اس کا بوجھ دوسرے پر ڈال دے اس صورت میں اس کے خوش گوار مزے تو اس کے لئے ہوں گے نہ تمہارے لئے۔مگر اس کا بدنما دھبہ دنیا اور آخرت میں تمہارے دامن پر رہ جائے گا۔

اور جس پر جو حق عائد ہوتا ہو، اس پر اس حق کو نافذ کرنا چاہیئے۔وہ تمہارا اپنا ہو یا بیگانہ ہو اور اس کے بارے میں تحمل سے کام لینا اور ثواب کے امیدوار رہنا چاہیئے اس کی زد تمہارے کسی قریبی عزیز یا کسی مصاحبِ خاص پر کیسی ہی پڑتی ہو اور اس میں تمہاری طبیعت کو جو گرانی محسوس ہو، اس کے اُخروی نتیجہ کو پیش نظر رکھنا کہ اس کا انجام بہر حال اچھا ہوگا۔اور رعیت کو تمہارے بارے میں کبھی یہ بدگمانی ہو جائے کہ تم نے اس پر ظلم وزیادتی کی ہے تو اپنے عذر کو واضح طور سے پیش کر دو، اور عذر واضح کر کے ان کے خیالات کو بدل دو، اس سے تمہارے نفس کی تربیت ہوگی اور رعایا پر مہربانی ثابت ہوگی اور اس عذر آوری سے ان کو حق پر استوار کرنے کا مقصد پورا ہوگا۔

اگر دشمن ایسی صلح کی تمہیں دعوت دے کہ جس میں اللہ کی رضا مندی ہو، تو اسے کبھی ٹھکرا نہ دینا کیونکہ صلح میں تمہارے لشکر کے لئے آرام و راحت خود تمہارے لئے فکروں سے نجات اور شہروں کے لئے امن کا سامان ہے۔لیکن صلح کے بعد دشمن سے چوکنا اور خوب ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے، کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دشمن قرب حاصل کرتا ہے تا کہ تمہاری غفلت سے فائدہ اٹھائے۔لہٰذا احتیاط کو ملحوظ رکھو اور اس بارے میں حسنِ ظن سے کام نہ لو اور اگر اپنے

اور دشمن کے درمیان کوئی معاہدہ کرو، یا اسے اپنے دامن میں پناہ دو، تو پھر عہد کی پابندی کرو، وعدہ کا لحاظ رکھو۔ اور اپنے قول وقرار کی حفاظت کے لئے اپنی جان کو سپر بنا دو۔ کیونکہ اللہ کے فرائض میں سے ایفائے عہد کی ایسی کوئی چیز نہیں کہ جس کی اہمیت پر دنیا اپنے الگ الگ نظریوں اور مختلف رایوں کے باوجود یکجہتی سے متفق ہو، اور مسلمانوں کے علاوہ مشرکوں تک نے اپنے درمیان معاہدوں کی پابندی کی ہے اس لئے کہ عہد شکنی کے نتیجہ میں انہوں نے تباہیوں کا اندازہ کیا تھا۔ لہٰذا اپنے عہد و پیمان میں غداری اور قول وقرار میں بدعہدی نہ کرنا اور اپنے دشمن پر اچانک حملہ نہ کرنا۔ کیونکہ اللہ پر جرأت جاہل بدبخت کے علاوہ دوسرا نہیں کر سکتا اور اللہ نے عہد و پیمان کی پابندی کو امن کا پیغام قرار دیا ہے کہ جسے اپنی رحمت سے بندوں میں عام کر دیا ہے۔ اور ایسی پناہ گاہ بنایا ہے کہ جس کے دامن حفاظت میں پناہ لینے اور اس کے جوار میں منزل کرنے کے لئے وہ تیزی سے بڑھتے ہیں۔ لہٰذا اس میں کوئی جلسازی، فریب کاری اور مکاری نہ ہونا چاہئے، اور ایسا کوئی معاہدہ کرو ہی نہ جس میں تاویلوں کی ضرورت پڑنے کا امکان ہو، اور معاہدہ کے پختہ اور طے ہو جانے کے بعد اس کے کسی مبہم لفظ کے دوسرے معنی نکال کر فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرو اور اس عہد و پیمان خداوندی میں کسی دشواری کا محسوس ہونا تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہونا چاہئے کہ تم اسے ناحق منسوخ کرنے کی کوشش کرو، کیونکہ ایسی دشواریوں کو جھیل لے جانا کہ جن سے چھٹکارے کی اور انجام بخیر ہونے کی امید ہو اس بدعہدی کرنے سے بہتر ہے، جس کے برے انجام کا تمہیں خوف اور اس کا اندیشہ ہو کہ اللہ کے یہاں تم سے اس پر کوئی جواب دہی

ہوگی اوراس طرح تمہاری دنیااورآخرت دونوں کی تباہی ہوگی۔

دیکھو! ناحق خونریزیوں سے دامن بچائے رکھنا۔کیونکہ عذابِ الٰہی سے قریب اور پاداش کے لحاظ سے سخت اورنعمتوں کے سلب ہونے اورعمر کے خاتمہ کا سبب ناحق خونریزی سے زیادہ کوئی شے نہیں ہے اورقیامت کے دن اللہ سبحانہ سب سے پہلے جوفیصلہ کرے گا، وہ انہیں خونوں کا جو بندگان خدانے ایک دوسرے کے بہائے ہیں۔لہٰذا ناحق خون بہا کر اپنے اقتدارکومضبوط کرنے کی کبھی کوشش نہ کرنا کیونکہ یہ چیز اقتدارکوکمزوراورکھوکھلا کردینے والی ہوتی ہے، بلکہ اس کو بنیادوں سے ہلاکر دوسروں کوسونپ دینے والی، اورجان بوجھ کرقتل کے جرم میں اللہ کے سامنے تمہارا کوئی عذر چل سکے گا، نہ میرے سامنے کیونکہ اس میں قصاص ضروری ہے اوراگرغلطی سے تم اس کے مرتکب ہوجاؤ، اورسزادینے میں تمہاراکوڑا یاتلوار یا ہاتھ حد سے بڑھ جائے اس لئے کہ کبھی گھونسااوراس سے بھی چھوٹی ضرب ہلاکت کا سبب ہو جایا کرتی ہے تو ایسی صورت میں اقتدار کے نشہ میں بے خود ہوکرمقتول کا خون بہااس کے وارثوں تک پہنچانے میں کوتاہی نہ کرنا۔

اوردیکھوخود پسندی سے بچتے رہنااوراپنی جو باتیں اچھی معلوم ہوں ان پر اترانانہیں اورنہ لوگوں کے بڑھا چڑھا کرسراہنے کو پسند کرنا۔کیونکہ شیطان کو جومواقع ملا کرتے ہیں ان میں یہ سب سے زیادہ اس کے نزدیک بھروسے کا ذریعہ ہے کہ وہ اس طرح نیکوکاروں کی نیکیوں پرپانی پھیردے۔

اوررعایا کے ساتھ نیکی کرکے کبھی احسان نہ جتانا اورجو اِن کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا اسے

زیادہ نہ سمجھنا اور ان سے وعدہ کر کے بعد میں وعدہ خلافی نہ کرنا کیونکہ احسان جتانا نیکی کو اکارت کر دیتا ہے اور اپنی بھلائی کو زیادہ خیال کرنا حق کی روشنی کو ختم کر دیتا ہے اور وعدہ خلافی سے اللہ بھی نارض ہوتا ہے اور بندے بھی۔ چنانچہ اللہ سبحانہ خود فرماتا ہے کہ "خدا کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی کی چیز ہے کہ تم جو کہو اسے کرو نہیں۔"

اور دیکھو! وقت سے پہلے کسی کام میں جلد بازی نہ کرنا اور جب اس کا موقع آجائے تو پھر کمزوری نہ دکھانا اور جب صحیح صورت سمجھ میں نہ آئے اس پر مصر نہ ہونا اور جب طریق کار واضح ہو جائے، تو پھر سستی نہ کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھو، اور ہر کام کو اس کے موقع پر انجام دو۔

اور دیکھو! جن چیزوں میں سب لوگوں کا حق برابر ہوتا ہے اسے اپنے لئے مخصوص نہ کر لینا اور قابل لحاظ حقوق سے غفلت نہ برتنا جو نظروں کے سامنے نمایاں ہوں کیونکہ دوسروں کے لئے یہ ذمہ داری تم پر عائد ہے اور مستقبل قریب میں تمام معاملات پر سے پردہ ہٹا دیا جائے گا اور تم سے مظلوم کی دادخواہی کر لی جائے گی۔ دیکھو! غضب کی تندی، سرکشی کے جوش، ہاتھ کی جنبش، اور زبان کی تیزی پر ہمیشہ قابو رکھو اور ان چیزوں سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ جلد بازی سے کام نہ لو اور سزا دینے میں دیر کرو، یہاں تک کہ تمہارا غصہ کم ہو جائے اور تم اپنے اوپر قابو پا لو، اور کبھی یہ بات تم اپنے نفس میں پورے طور پر پیدا نہیں کر سکتے۔ جب تک اللہ کی طرف اپنی بازگشت کو یاد کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ان تصورات کو قائم نہ رکھو۔

اور تمہیں لازم ہے کہ گزشتہ زمانہ کی چیزوں کو یاد رکھو خواہ کسی عادل حکومت کا طریقہ کار ہو، یا

کوئی اچھا عمل درآمد ہو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث ہو، یا کتاب اللہ میں درج شدہ کوئی فریضہ ہو تو ان چیزوں کی پیروی کرو جن پر عمل کرتے ہوئے ہمیں دیکھا ہے اور ان ہدایات پر عمل کرتے رہنا جو میں نے اس عہد نامہ میں درج کی ہیں اور ان کے ذریعہ سے میں نے اپنی حجت تم پر قائم کر دی ہے تا کہ تمہارا نفس اپنی خواہشات کی طرف بڑھے تو تمہارے پاس کوئی عذر نہ ہو۔

اور میں اللہ تعالیٰ سے اس کی وسیع رحمت اور ہر حاجت کے پورا کرنے پر عظیم قدرت کا واسطہ دے کر اس سے سوال کرتا ہوں، کہ وہ مجھے اور تمہیں اس کی توفیق بخشے جس مین اس کی رضا مندی ہے کہ ہم اللہ کے سامنے اور اس کے بندوں کے سامنے ایک کھلا ہوا عذر قائم کر کے سرخرو ہوں اور ساتھ ہی بندوں میں نیک نامی اور ملک میں اچھے اثرات اور اس کی نعمت میں فراوانی اور روز افزوں عزت کو قائم رکھیں اور یہ کہ میرا اور تمہارا خاتمہ سعادت و شہادت پر ہو، بے شک ہمیں اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

والسلام علیٰ رسولہٖ صلی اللہ علیہ وآلہٖ الطیبین الطاہرین وسلم تسلیماً کثیراً

والسلام

مکتوب نمبر 54

جو عمران ابن حصین خزاعی کے ہاتھ طلحہ و زبیر کے پاس بھیجا اس خط کو ابو جعفر اسکافی نے اپنی کتاب مقامات میں کہ امیر المومنین علیہ السلام کے فضائل میں ہے ذکر کیا ہے چاہے تم کتنا ہی چھپاؤ مگر تم دونوں واقف ہو کہ میں لوگوں کی طرف نہیں بڑھا بلکہ وہ بڑھ کر میری طرف آئے میں نے اپنا ہاتھ بیعت لینے کے لیے نہیں بڑھایا بلکہ انہوں نے خود میرے ہاتھ پر بیعت کی اور تم دونوں بھی انہی لوگوں میں سے ہو کہ جو میری طرف بڑھ کر آئے تھے اور بیعت کی تھی اور عوام نے میرے ہاتھ پر نہ تسلط و اقتدار (کے خوف) سے بیعت کی تھی اور نہ مال و دولت کے لالچ میں اب اگر تم دونوں نے اپنی رضا مندی سے بیعت کی تھی۔تو اس (عہد شکنی) سے پلٹو اور جلد اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور اگر نا گواری کے ساتھ بیعت کی تھی تو اطاعت کو ظاہر کر کے اور نافرمانی کو چھپا کر تم نے اپنے خلاف میرے لیے حجت قائم کر دی ہے اور مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ تم قلبی کیفیت پر پردہ ڈالنے اور اسے چھپانے میں دوسرے مہاجرین سے زیادہ سزاوار نہ تھے اور بیعت کرنے سے پہلے اسے رد کرنے کی تمہارے لیے اس سے زیادہ گنجائش تھی کہ اب اقرار کے بعد اس سے نکلنے کی کوشش کرو اور تم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ میں نے عثمان کو قتل کیا ہے۔ہمارے اور تمہارے درمیان مدینہ کے وہ لوگ جو تم سے بھی اور ہم سے بھی کنارہ کش ہیں گواہی دینے کو موجود ہیں۔اس کے بعد جس نے جتنا حصہ لیا ہو اتنے کا اسے ذمہ دار سمجھا جائے گا۔بزرگوارو!اپنے اس رویہ سے باز آؤ۔کیونکہ ابھی تم دونوں کے سامنے ننگ و عار ہی کا بڑا مرحلہ ہے۔مگر اس کے بعد تو اس ننگ و

عار کے ساتھ (دوزخ کی) آگ بھی جمع ہو جائے گی۔ والسلام۔

مکتوب نمبر 55

معاویہ کے نام:

بعد حمد و صلوٰۃ معلوم ہونا چاہیے کہ خداوند عالم نے دنیا اس کے بعد کی منزل کے لیے بنائی ہے اور اس میں لوگوں کو آزمائش میں ڈالا ہے تا کہ یہ معلوم ہو کہ ان میں سے کس کے اعمال بہتر ہیں۔ اور ہم دنیا کے لیے پیدا نہیں کیے گئے اور نہ اس میں تگ و دو کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ ہم تو یہاں اس لیے لائے گئے ہیں تا کہ اس کے ذریعے ہماری آزمائش ہو۔ چنانچہ اللہ نے تمہارے ذریعہ سے مجھے اور میرے ذریعہ سے تمہیں آزمائش میں ڈالا ہے۔ اور ایک دوسرے پر حجت ٹھہرایا ہے مگر تم قرآن کی (غلط سلط) تاویلیں کر کے دنیا پر چھاپہ مارنے لگے اور مجھ سے اس چیز کا مواخذہ کرنے لگے جس میں میرا ہاتھ اور زبان دونوں بے گناہ تھے۔ مگر تم نے اور شامیوں نے مل کر اسے میرے سر منڈھ دیا تم میں کے واقف کاروں نے ناواقفوں کو اور کھڑے ہوؤں نے بیٹھے ہوؤں کو آمادۂ پیکار کر دیا۔ اپنے دل میں کچھ اللہ کا خوف کرو۔ شیطان سے اپنی باگ چھڑانے کی کوشش کرو اور آخرت کی طرف اپنا رخ موڑو۔ کیونکہ ہمارا اور تمہارا راستہ وہی ہے اور اس بات سے ڈرو کہ اللہ تمہیں کسی ایسی ناگہانی مصیبت میں نہ جکڑ لے کہ جس سے نہ تمہاری جڑ رہے نہ شاخ۔ میں تم سے قسم کھاتا ہوں ایسی قسم کہ جس کے ٹوٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اگر اسباب تقدیر نے مجھے اور تمہیں ایک جگہ جمع کر دیا تو اس وقت تک تمہارے مقابلہ میں میدان نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ خدا

ہمارے درمیان فیصلہ نہ کردے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

مکتوب نمبر 56

جب شریح ابن ہانی کو شام جانے والے لشکر کے آگے دستہ (مقدمتہ الجیش) کا سردار مقرر کیا تو انہیں یہ ہدایت فرمائی۔

صبح وشام برابر اللہ کا خوف رکھنا اور اس فریب کار دنیا سے ڈرتے رہنا اور کسی حالت میں اس سے مطمئن نہ ہونا اگر تم نے کسی ناگواری کے خوف سے اپنے نفس کو بہت دل پسند باتوں سے نہ روکا تو تمہاری نفسانی خواہشیں تمہیں بہت سے نقصانات میں ڈال دیں گی لہٰذا اپنے نفس کو روکتے ٹوکتے اور غصہ کے وقت اپنی جست وخیز کو دباتے کچلتے رہنا۔

مکتوب نمبر 57

مدینہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوتے وقت اہل کوفہ کے نام:

بعد حمد وصلوٰۃ واضح ہو کہ دو ہی صورتیں ہیں یا تو میں اپنے قوم قبیلے کے شہر سے نکلا ہوں یا ظالمانہ حیثیت سے مظلوم کی حیثیت سے، میں باغی ہوں یا دوسروں نے میرے خلاف بغاوت کی ہے۔ بہرصورت جن جن کے پاس میرا یہ خط پہنچے انہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ آئیں اور اگر میں صحیح راہ پر ہوں تو میری مدد کریں اور اگر میں غلط راستہ پر جارہا ہوں تو مجھے اپنی مرضی کے مطابق چلانے کی کوشش کریں۔

مکتوب نمبر ۵۸

جومختلف علاقوں کے باشندوں کوصفین کی روئیداد سے مطلع کرنے کے لئےتحریر فرمایا۔

ابتدائی صورت حال یہ تھی کہ ہم اورشام والے آمنے سامنے آئے۔اس حالت میں کہ ہمارا اللہ ایک نبی ایک اوردعوت اسلام ایک تھی نہ ہم ایمان باللہ اوراس کےرسول کی تصدیق میں ان سے کچھ زیادتی چاہتے تھےاورنہ وہ ہم سےاضافہ کےطالب تھے بالکل اتحادتھا سوائے اس اختلاف کے جو ہم میں خون عثمان کے بارے میں ہوگیا تھااورحقیقت یہ ہے کہ ہم اس سے بالکل بری الذمہ تھےتو ہم نے ان سے کہا کہ آؤ فتنہ کی آگ بجھا کراورلوگوں کا جوش ٹھنڈا کر کے اس مرض کا وقتی مداوا کریں جس کا پورااستیصال ابھی نہیں ہوسکتا تھا۔یہاں تک کہ صورت حال استواروہموارہوجائےاورسکون واطمینان حاصل ہوجائے۔اس وقت ہمیں اس کی قوت ہوگی کہ ہم حق کواس کی جگہ پررکھ سکیں لیکن ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس کا علاج جنگ وجدل سے کریں گےاورجب انہوں نے ہماری بات ماننے سے انکارکردیا۔تو جنگ نے اپنے پرپھیلا دیئےاورجم کرکھڑی ہوگئی فساد کے شعلے بھڑک اٹھےاورشدت بڑھ گئی اب جب اس نے ہمیں اورانہیں دانتوں سے کاٹااوراپنے پنجوں میں جکڑلیا تو وہ اس بات پراتر آئےجس کی طرف ہم خودانہیں بلاچکے تھے۔چنانچہ ہم نے ان کی پیشکش کو مان لیااوران کی خواہش کوجلدی سے قبول کرلیا۔اس طرح ان پرحجت پورے طور سے واضح ہوگئی اوران کے لیے کسی عذرکی گنجائش نہ رہی۔اب ان میں سے جواپنے عہد پرجمارہے گا۔وہ وہ ہوگا

جسے اللہ نے ہلاکت سے بچایا ہے اور جو ہٹ دھرمی کرتے ہوئے گمراہی میں دھنستا جائے گا تو وہ عہد شکن ہوگا جس کے دل پر اللہ نے مہر لگادی ہے اور زمانہ کے حوادث اس کے سر پر منڈلاتے رہیں گے۔

مکتوب نمبر 59

اسود ابن قطبہ والی حلوان کے نام:

دیکھو! جب حاکم کے رجحانات (مختلف اشخاص کے لحاظ سے) مختلف ہوں گے تو یہ امر اس کو اکثر انصاف پروری سے مانع ہوگا۔لہٰذا حق کی رو سے سب لوگوں کا معاملہ تمہاری نظروں میں برابر ہونا چاہیے کیونکہ ظلم انصاف کا قائم مقام کبھی نہیں ہوسکتا اور دوسروں کے جن کاموں کو تم برا سمجھتے ہو ان سے اپنا دامن بچا کر رکھو اور جو کچھ خدا نے تم پر واجب کیا ہے اسے انہماک سے بجالاتے رہو اور اس کے ثواب کی امید اور سزا کا خوف قائم رکھو یاد رکھو کہ دنیا آزمائش کا گھر ہے جو بھی اس میں اپنی کوئی گھڑی بے کاری میں گزارے گا تو قیامت کے دن وہ بے کاری اس کے لیے حسرت کا سبب بن جائے گی اور دیکھو کوئی چیز تمہیں حق سے بے نیاز نہیں بنا سکتی اور یہ بھی ایک حق ہے تم پر کہ تم اپنے نفس کی حفاظت کرو اور مقدور بھر رعایا کی نگرانی رکھو اس طرح جو فائدہ تم کو اس سے پہنچے گا وہ اس فائدہ سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوگا جو تم سے پہلے پہنچے گا۔والسلام

مکتوب نمبر 60

ان عمال حکومت کی طرف جن کا علاقہ فوج کی گزرگاہ میں پڑتا تھا۔

خدا کے بندے علی امیرالمومنینؑ کی طرف سے ان خراج جمع کرنے والوں اور شہروں کے عاملوں کو جن کے علاقہ سے فوج گزرے گی۔

بعد حمد وصلوٰۃ معلوم ہو کہ میں نے کچھ فوجیں روانہ کی ہیں جو خدا نے چاہا تو عنقریب تمہارے علاقہ سے عبور کریں گی۔ میں نے انہیں ہدایت کر دی ہے اس کی جو اللہ کی طرف سے ان پر لازم ہے کہ وہ کسی کو ستائیں نہیں اور کسی کو تکلیف نہ دیں اور میں تمہیں اور تمہارے اہل ذمہ کو بتانا چاہتا ہوں کہ فوج والے کوئی دست درازی کریں تو اس سے میں بے تعلق ہوں۔ سوا اس صورت کے جب کہ کوئی بھوک سے حالت اضطرار میں ہو اور پیٹ بھرنے کی کوئی صورت اسے نظر نہ آئے اس کے علاوہ ان میں سے کوئی دراز دستی کرے تو تمہیں اس کی اسے سزا دینا چاہیے۔ لیکن اپنے سرپھروں کے ہاتھ بھی روکنا وہ ان سے نہ ٹکرائیں اور جس چیز کی ہم نے اجازت دی ہے اس میں ان سے تعرض نہ کریں اور میں تو فوج کے اندر موجود ہی ہوں لہٰذا جو زیادتیاں ہوں یا ایسی سختی تم پر ہو کہ جس کی روک تھام کے لیے تمہیں اللہ کی مدد اور میری طرف رجوع ہونے کی ضرورت ہو تو مجھے اطلاع دینا۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ کی مدد سے ٹھیک کر دوں گا۔

مکتوب نمبر 61

والی ہیت کمیل ابن زیاد نخعی کے نام:

اس میں ان کے اس طرز عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے کہ جب دشمن کی فوجیں لوٹ مار کے قصد سے ان کے علاقہ کی طرف سے گزریں تو انہوں نے ان کو روکا نہیں آدمی کا اس کام کو نظر انداز کر دینا کہ جو اسے سپرد کیا گیا ہے اور جو کام اس کے بجائے دوسروں سے متعلق ہے اس میں خواہ مخواہ کو گھسنا ایک کھلی ہوئی کمزوری اور تباہ کن فکر ہے۔تمہارا اہل قرقیسا پر دھاوا بول دینا اور اپنی سرحدوں کو خالی چھوڑ دینا جب کہ وہاں نہ کوئی حفاظت کرنے والا ہے نہ دشمن کی سپاہ کو روکنے والا ہے ایک پریشان خیالی کا مظاہرہ تھا۔اس طرح تم اپنے دشمنوں کے لیے پل بن گئے جو تمہارے دوستوں پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں۔اس عالم میں کہ نہ تمہارے بازوؤں میں توانائی ہے نہ تمہارا کچھ رعب و دبدبہ ہے نہ تم دشمن کا راستہ روکنے والے ہو نہ اس کا زور توڑنے والے ہو نہ اپنے شہروالوں کے کام آنے والے ہو اور نہ اپنے امیر کی طرف سے کوئی کام انجام دینے والے ہو۔

مکتوب نمبر 62

جب مالک اشتر کو مصر کا حاکم تجویز فرمایا تو ان کے ہاتھ اہل مصر کو بھیجا:

اللہ سبحانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہانوں کا (ان کی بد اعمالیوں کی پاداش سے) ڈرانے والا اور تمام رسولوں پر گواہ بنا کر بھیجا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی تو ان کے بعد

مسلمانوں نے خلافت کے بارے میں کھینچا تانی شروع کردی اس موقع پر بخدا مجھے یہ کبھی تصور بھی نہیں ہوا تھا اور نہ میرے دل میں یہ خیال گزرا تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد عرب کا رخ ان کے اہل بیت سے موڑ دیں گے اور نہ یہ کہ ان کے بعد اسے مجھ سے ہٹا دیں گے مگر ایک دم میرے سامنے یہ منظر آیا کہ لوگ فلاں شخص کے ہاتھ بیعت کرنے کے لیے دوڑ پڑے ان حالات میں میں نے اپنا ہاتھ روکے رکھا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ مرتد ہونے والے اسلام سے مرتد ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو مٹا ڈالنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اب میں ڈرا کہ اگر کوئی رخنہ یا خرابی دیکھتے ہوئے میں اسلام اور اہل اسلام کی مدد نہ کروں گا تو یہ میرے لیے اس سے بڑھ کر مصیبت ہوگی جتنی یہ مصیبت کہ تمہاری یہ حکومت میرے ہاتھ سے چلی جائے جو تھوڑے دنوں کا اثاثہ ہے اس میں کی ہر چیز زائل ہو جائے گی اس طرح جیسے سراب بے حقیقت ثابت ہوتا ہے یا جس طرح بدلی چھٹ جاتی ہے چنانچہ میں ان بدعتوں کے ہجوم میں اٹھ کھڑا ہوا یہاں تک کہ باطل دب کر فنا ہو گیا اور دین محفوظ ہو کر تباہی سے بچ گیا۔

اسی خط کا ایک حصہ یہ ہے: بخدا اگر میں تن تنہا ان سے مقابلہ کے لیے نکلوں اور زمین کی ساری وسعتیں ان سے چھلک رہی ہوں تب بھی میں پروا نہ کروں اور نہ پریشان ہوں اور میں جس گمراہی میں وہ ہیں اور جس ہدایت پر میں ہوں۔ اس کے متعلق پوری بصیرت اور اپنے پروردگار کے فضل و کرم سے یقین رکھتا ہوں اور میں اللہ کے حضور میں پہنچنے کا مشتاق اور اس کے حسن ثواب کے لیے دامن امید پھیلائے ہوئے منتظر ہوں۔ مگر مجھے اس کی فکر ہے کہ

اس قوم پر حکومت کریں بدمغز اور بدکردار لوگ اور وہ اللہ کے مال کو اپنی املاک اور اس کے بندوں کو غلام بنالیں نیکیوں سے برسر پیکار رہیں اور بدکرداروں کو اپنے جتھے میں رکھیں کیونکہ ان میں بعض کا مشاہدہ تمہیں ہو چکا ہے کہ اس نے تمہارے اندر شراب نوشی کی اور اسلامی حد کے سلسلہ میں اسے کوڑے لگائے گئے اور ان میں ایسا شخص بھی ہے جو اس وقت تک اسلام نہیں لایا جب تک اسے آمدنیاں نہیں ہوئیں اگر اس کی فکر مجھے نہ ہوتی تو میں اس طرح تمہیں (جہاد پر) نہ آمادہ کرتا نہ اس طرح جھنجھوڑتا نہ تمہیں اکٹھا کرنے اور شوق دلانے کی کوشش کرتا بلکہ تم سرتابی اور کوتاہی کرتے تو تم کو تمہارے حال پر چھوڑ دیتا۔

کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہارے شہروں کے حدود (روز بروز) کم ہوتے جا رہے ہیں اور تمہارے ملک کے مختلف حصوں پر قبضہ کیا جا رہا ہے تمہاری ملکیتیں چھن رہی ہیں۔ اور تمہارے شہروں پر چڑھائیاں ہو رہی ہیں خدا تم پر رحم کرے۔ اپنے دشمنوں سے لڑنے کے لیے چل پڑو اور سست ہو کر زمین سے چمٹے نہ رہو۔ ورنہ یاد رکھو کہ ظلم وستم سہتے رہو گے اور ذلت میں پڑے رہو گے اور تمہارا حصہ انتہائی پست ہوگا۔ سنو! جنگ آزما ہوشیار و بیدار رہا کرتا ہے اور جو سو جاتا ہے دشمن اس سے غافل ہو کر سویا نہیں کرتا۔ والسلام

مکتوب نمبر 63

عامل کوفہ ابوموسیٰ اشعری کے نام:

جب حضرت کو خبر پہنچی کہ وہ اہل کوفہ کو جنگ کے سلسلہ میں جب آپ نے انہیں مدد کے لیے بلایا تھا روک رہا ہے۔

خدا کے بندے علی امیر المومنین علیہ السلام کی طرف سے عبداللہ ابن قیس (ابوموسیٰ) کے نام:

مجھے تمہاری طرف سے ایسی بات کی خبر ملی ہے۔ جو تمہارے حق میں بھی ہوسکتی ہے۔ اور تمہارے خلاف بھی پڑ سکتی ہے۔ جب میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تو جہاد کے لیے دامن گردان لو، کمر کس لو اور اپنے بل سے باہر نکل آؤ اور اپنے ساتھ والوں کو بھی دعوت دو اور اگر حق تمہارے نزدیک ثابت ہے تو کھڑے ہو اور اگر بودا پن دکھانا ہے تو (ہماری نظروں سے) دور ہو جاؤ۔ خدا کی قسم! تم گھیر گھار کر لائے جاؤ گے خواہ کہیں بھی ہو اور چھوڑے نہیں جاؤ گے یہاں تک کہ تم اپنی دوعملی کی وجہ سے بوکھلا اٹھو گے اور تمہارا سارا تار پود بکھر جائے گا یہاں تک کہ تمہیں اطمینان سے بیٹھنا بھی نصیب نہ ہوگا اور سامنے سے بھی اسی طرح ڈرو گے جس طرح اپنے پیچھے سے ڈرتے ہو جیسا تم نے سمجھ رکھا ہے یہ کوئی آسان بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک بڑی مصیبت ہے۔ جس کے اونٹ پر بہر حال سوار ہونا پڑے گا اور اس کی دشواریوں کو ہموار کیا جائے گا اور اس پہاڑ کو سر کیا جائے گا۔ لہٰذا اپنی عقل کو ٹھکانے پر لاؤ اپنے حالات پر قابو حاصل کرو اور اپنا حظ و نصیب لینے کی کوشش کرو اور اگر یہ ناگوار ہے تو ادھر دفان ہو جہاں نہ تمہارے لیے آؤ بھگت ہے نہ تمہارے لیے چھٹکارے کی کوئی صورت۔ اب یہی مناسب ہے کہ تمہیں بے ضرورت سمجھ کر نظرانداز کیا جائے۔ مزے سے سوئے پڑے رہو کوئی یہ بھی تو نہ پوچھے گا کہ فلاں ہے کہاں۔ خدا کی قسم! یہ حق پرست کا صحیح اقدام ہے اور ہمیں بے دینوں کے کرتوتوں کی کوئی پروا نہیں ہوسکتی۔ والسلام

مکتوب نمبر 64

بجواب معاویہ:

جیسا کہ تم نے لکھا ہے (اسلام سے پہلے) ہمارے اور تمہارے درمیان اتفاق واتحاد تھا لیکن کل ہم اور تم میں تفرقہ یہ پڑا کہ ہم ایمان لائے اور تم نے کفر اختیار کیا اور آج یہ ہے کہ ہم حق پر مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں اور تم فتنوں میں پڑ گئے ہو اور تم میں سے جو بھی اسلام لایا تھا وہ مجبوری سے اور وہ اس وقت کہ جب تمام (اشراف عرب) اسلام لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو چکے تھے تم نے (اپنے خط میں) ذکر کیا ہے کہ میں نے طلحہ وزبیر کو قتل کیا اور عائشہ کو گھر سے نکالا اور مدینہ چھوڑ کر کوفہ وبصرہ میں قیام کیا مگر یہ وہ باتیں ہیں جن کا تم سے کوئی واسطہ نہیں نہ تم پر کوئی زیادتی ہے نہ کوئی عذر خواہی کی اس میں ضرورت ہے اور تم نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ تم مہاجرین وانصار کے جتھے کے ساتھ مجھ سے ملنے (مقابلہ) کو نکلنے والے ہو۔لیکن ہجرت کا دروازہ تو اسی روز بند ہو گیا تھا جس دن تمہارا بھائی گرفتار کر لیا گیا تھا۔اگر جنگ کی تمہیں اتنی ہی جلدی ہے تو ذرا دم لو ہو سکتا ہے کہ میں خود تم سے ملنے آ جاؤں اور یہ ٹھیک ہو گا اس اعتبار سے کہ اللہ نے تمہیں سزا دینے کے لیے مجھے مقرر کیا ہو گا اور اگر تم مجھ سے ملنے کو آئے تو وہ ہو گا جو شاعر بنی اسد نے کہا: "وہ موسم گرما کی ایسی ہواؤں کا سامنا کر رہے ہیں جو نشیبوں اور چٹانوں میں ان سنگریزوں کی بارش کر رہی ہیں" میرے ہاتھ میں وہی تلوار ہے جس کی گزند سے تمہارے نانا تمہارے ماموں اور تمہارے بھائی کو ایک ہی جگہ پہنچا چکا ہوں۔خدا کی قسم! تم جیسا میں جانتا ہوں ایسے ہو جس کے دل پر تہیں چڑھی ہوئی

ہیں۔اور جس کی عقل بہت محدود ہے۔تمہارے بارے میں یہی کہنا زیادہ مناسب ہے کہ تم ایک ایسی سیڑھی پر چڑھ گئے ہو جہاں پر سے تمہارے لیے برا منظر پیش نظر ہوسکتا ہے جس میں تمہارا براہی ہوگا بھلا نہیں ہوگا کیونکہ غیر کی کھوئی ہوئی چیز کی جستجو میں ہو اور دوسرے کے چوپائے چرانے لگے ہو اور ایسی چیز کے لیے ہاتھ پیر مار رہے ہو جس کے نہ تم اہل ہو اور نہ تمہارا اس سے کوئی بنیادی لگاؤ ہے۔تمہارے قول و فعل میں کتنا فرق ہے اور تمہیں اپنے ان چچاؤں اور ماموؤں سے کتنی قریبی شباہت ہے جنہیں بدبختیوں اور آرزوئے باطل نے محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے انکار پر ابھارا تھا۔جس کے انجام میں وہ قتل ہو ہو کر گرے اور جیسا تمہیں معلوم ہے کہ نہ کسی بلا کو وہ ٹال سکے اور نہ اپنے محفوظ احاطہ کی حفاظت کر سکے ان تلواروں کی مار سے جن سے میدان وغا خالی نہیں ہوتا اور جن میں سستی کا گزر نہیں۔اور تم نے عثمان کے قاتلوں کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے تو پہلے میری بیعت میں داخل ہو جاؤ جس میں سب داخل ہو چکے ہیں۔پھر میری عدالت میں ان لوگوں پر مقدمہ دائر کرنا۔تو میں کتاب خدا کی رو سے تمہارا اور ان کا فیصلہ کر دوں گا۔لیکن یہ جو تم چاہ رہے ہو تو یہ وہ دھوکا ہے جو بچہ کو دودھ سے روکنے کے لیے دیا جاتا ہے۔سلام ان پر جو اس کا اہل ہو۔

مکتوب نمبر 65

معاویہ کے نام:

اب اس کا وقت ہے کہ روشن حقیقتوں کو دیکھ کر ان سے فائدہ اٹھا لو،مگر تم باطل دعویٰ کرنے کذب و فریب میں لوگوں کو جھونکنے اپنی حیثیت سے بلند چیز کا ادعا کرنے اور ممنوعہ چیزوں

کو ہتھیا لینے میں اپنے بزرگوں کے مسلک پر چل رہے ہو یہ اس لیے کہ حق سے بھاگنا چاہتے ہو اور ان چیزوں سے کہ جو گوشت وخون سے چمٹی ہوئی ہیں اور تمہارے کانوں میں محفوظ اور سینے میں بھری ہوئی ہیں۔ انکار کرنا چاہتے ہو تو حق کو چھوڑنے کے بعد کھلی ہوئی گمراہی اور بیان حقیقت کے نظر انداز کئے جانے کے بعد سراسر فریب کاری کے سوا اور ہے ہی کیا لہٰذا شبہات اور ان کی تلبیس کاریوں سے بچو کیونکہ فتنے مدت سے دامن لٹکائے ہوئے ہیں اور ان کے اندھیروں نے آنکھوں کو چندھیا رکھا ہے۔

تمہارا خط مجھے ملا ہے ایسا کہ جس میں قسم قسم کی بے جوڑ باتیں ہیں جن سے صلح دامن کے مقصد کو کوئی تقویت نہیں پہنچ سکتی اور اس میں ایسے خرافات ہیں کہ جن کے تانے بانے کو علم ودانائی سے نہیں بنا۔ تم تو ان باتوں کی وجہ سے ایسے ہو گئے ہو جیسے کوئی دلدل میں دھنستا جا رہا ہو اور اندھے کنوں میں ہاتھ پیر مار رہا ہو تم اپنے کو اونچا کر کے ایسی بلند بام اور گم کردہ نشاں چوٹی تک لے گئے ہو کہ عقاب بھی وہاں پر نہیں مار سکتا اور ستارہ عیوق کی بلندی سے ٹکر لے رہی ہے۔

حاشا وکلا یہ کہاں ہو سکتا ہے کہ تم میرے با اقتدار ہونے کے بعد مسلمانوں کے حل وعقد کے مالک بنو یا میں تمہیں کسی ایک شخص پر بھی حکومت کا کوئی پروانہ یا دستاویز لکھ دوں خیر! اب کے سہی۔ اپنے نفس کو بچاؤ اور اس کی دیکھ بھال کرو۔ کیونکہ اگر تم نے اس وقت تک کوتاہی کی کہ جب خدا کے بندے تمہارے مقابلہ کو اٹھ کھڑے ہوئے پھر تمہاری ساری راہیں بند ہو جائیں گی اور جو صورت تم سے آج قبول کی جا سکتی ہے اس وقت قبول نہ کی جائے گی ۔والسلام

مکتوب نمبر66

عبداللہ ابن عباس کے نام یہ خط اس سے پہلے دوسری عبارت میں درج کیا جا چکا ہے۔

بندہ کبھی اس شے کو پا کر خوش ہونے لگتا ہے جو اس کے ہاتھ سے جانے والی تھی ہی نہیں اور ایسی چیز کی وجہ سے رنجیدہ ہوتا ہے جو اسے ملنے والی ہی نہ تھی لہٰذا الذت کا حصول اور جذبہ انتقام کو فرو کرنا ہی تمہاری نظروں میں دنیا کی بہترین نعمت نہ ہو، بلکہ باطل کو مٹانا اور حق کو زندہ کرنا ہو۔اور تمہاری خوشی اس ذخیرہ پر ہونا چاہیے جو تم نے آخرت کے لیے فراہم کیا ہے اور تمہارا رنج اس سرمایہ پر ہونا چاہیے جسے صحیح مصرف میں صرف کئے بغیر چھوڑ رہے ہو اور تمہیں فکر صرف موت کے بعد کی ہونی چاہیے

مکتوب نمبر67

والی مکہ قثم ابن عباس کے نام:

لوگوں کے لیے حج کے قیام کا سروسامان کرو۔اور اللہ کے یادگار دنوں کی یاد دلاؤ۔اور لوگوں کے لیے صبح وشام اپنی نشست قرار دو مسئلہ پوچھنے والے کو مسئلہ بتاؤ اور جاہل کو تعلیم دو اور عالم سے تبادلہ خیالات کرو اور دیکھو لوگوں تک پیغام پہنچانے کے لیے تمہاری زبان کے سوا کوئی سفیر نہ ہونا چاہیے اور تمہارے چہرے کے سوا کوئی تمہارا دربان نہ ہونا چاہیے اور کسی ضرورت مند کو اپنی ملاقات سے محروم نہ کرنا اس لیے کہ پہلی دفعہ اگر حاجت تمہارے

دروازوں سے ناکام واپس کردی گئی تو بعد میں اسے پورا کر دینے سے بھی تمہاری تعریف نہ ہوگی اور دیکھو تمہارے پاس جو اللہ کا مال جمع ہوا سے اپنی طرف کے عیال داروں اور بھوکوں ننگوں تک پہنچاؤ اس لحاظ کے ساتھ کہ وہ استحقاق اور احتیاج کے صحیح مرکزوں تک پہنچے اور جو اس سے بچ رہے اسے ہماری طرف بھیج دو تا کہ ہم اسے ان لوگوں میں بانٹیں جو ہمارے گرد جمع ہیں اور مکہ والوں کو حکم دو کہ وہ باہر سے آ کر ٹھہرنے والوں سے کرایہ نہ لیں کیونکہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے کہ اس میں عاکف اور بادی یکساں ہیں۔ عاکف وہ ہے جو اس میں مقیم ہو اور بادی وہ ہے جو باہر سے حج کے لیے آیا ہو۔ خداوند عالم ہمیں اور تمہیں پسندیدہ کاموں کی توفیق دے۔ والسلام

مکتوب نمبر68

اپنے زمانہ خلافت سے قبل سلمان فارسی رحمہ اللہ کے نام تحریر فرمایا تھا

دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے جو چھونے میں نرم معلوم ہوتا ہے مگر اس کا زہر مہلک ہوتا ہے، لہٰذا دنیا میں جو چیزیں تمہیں اچھی معلوم ہوں ان سے منہ موڑے رہنا کیونکہ ان میں سے تمہارے ساتھ جانے والی چیزیں بہت کم ہیں اس کی فکروں کو اپنے سے دور رکھو، کیونکہ تمہیں اس کے جدا ہو جانے اور اس کے حالات کے پلٹا کھانے کا یقین ہے اور جس وقت اس سے بہت زیادہ وابستگی محسوس کرو، اسی وقت اس سے زیادہ پریشان ہو، کیونکہ جب بھی دنیا دار اس کی مسرت پر مطمئن ہو جاتا ہے تو ہو سختیوں میں جھونک دیتی ہے یا اس کے انس پر بھروسا کر لیتا ہے تو وہ اس کے انس کو وحشت و ہراس سے بدل دیتی ہے۔

مکتوب نمبر 69

حارث ہمدانی کے نام:

قرآن کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، اس سے پند ونصیحت حاصل کرو۔اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو، اور گزشتہ حق کی باتوں کی تصدیق کرو، اور گزری ہوئی دنیا سے باقی دنیا کے بارے میں عبرت حاصل کرو کیونکہ اس کا ہر دور دوسرے دور سے ملتا جلتا ہے اور اس کا آخر بھی اپنے اوّل سے جا ملنے والا ہے اور یہ دنیا سب کی سب فنا ہونے والی اور بچھڑ جانے والی ہے دیکھو! اللہ کی عظمت کے پیش نظر حق بات کے علاوہ اس کے نام کی قسم نہ کھاؤ موت اور موت کے بعد کی منزل کو بہت زیادہ یاد کرو۔موت کے طلب گار نہ بنو مگر قابل اطمینان شرائط کے ساتھ اور ہر اس کام سے بچو جو آدمی اپنے لیے پسند کرتا ہو اور عام مسلمانوں کے لیے اسے ناپسند کرتا ہو ہر اس کام سے دور رہو جو چوری چھپے کیا جا سکتا ہو مگر اعلانیہ کرنے میں شرم دامن گیر ہوتی ہو اور ہر اس فعل سے کنارہ کش رہو کہ جب اس کے مرتکب ہونے والے سے جواب طلب کیا جائے تو وہ خود بھی اسے بڑا اقرار دے۔ یا معذرت کرنے کی ضرورت پڑے اپنی عزت وآبرو کو چہ میگوئیوں کے تیروں کا نشانہ نہ بناؤ جو سنو اسے لوگوں سے واقعہ کی حیثیت سے بیان نہ کرتے پھرو کہ جھوٹا قرار پانے کے لیے اتنا ہی کافی ہوگا اور لوگوں کو ان کی ہر بات میں جھٹلانے بھی نہ لگو کہ یہ پوری جہالت ہے۔غصہ کو ضبط کرو، اور اختیار و اقتدار کے ہوتے ہوئے معاف کرو تو انجام کی کامیابی تمہارے ہاتھ رہے گی، اور اللہ نے جو نعمتیں تمہیں بخشی ہیں (ان پر شکر بجالاتے ہوئے) ان کی بہبودی چاہو اور اس کی دی ہوئی

نعمتوں میں سے کسی نعمت کو ضائع نہ کرو۔اور اس نے جو انعامات تمہیں بخشے ہیں ان کا اثر تم پر ظاہر ہونا چاہیے۔

اور یاد رکھو کہ ایمان والوں میں سب سے افضل وہ ہے جو اپنی طرف اور اپنے اہل وعیال اور مال کی طرف سے خیرات کرے، کیونکہ تم آخرت کے لیے جو کچھ بھی بھیج دو گے، وہ خیر بن کر تمہارے لیے محفوظ رہے گا اور جو پیچھے چھوڑ جاؤ گے اس سے دوسرے فائدہ اٹھائیں گے اور اس آدمی کی صحبت سے بچو جس کی رائے کمزور اور افعال برے ہوں کیونکہ آدمی کا اس کے ساتھی پر قیاس کیا جاتا ہے بڑے شہروں میں رہائش رکھو کیونکہ وہ مسلمانوں کے اجتماعی مرکز ہوتے ہیں۔غفلت اور بیوفائی کی جگہوں اور ان مقامات سے کہ جہاں اللہ کی اطاعت میں مددگاروں کی کمی ہو، پرہیز کرو، اور صرف مطلب کی باتوں میں اپنی فکر پیمائی کو محدود رکھو، اور بازاری اڈوں میں اٹھنے بیٹھنے سے الگ رہو کیونکہ یہ شیطان کی بیٹھکیں اور فتنوں کی آماجگاہیں ہوتی ہیں اور جو لوگ تم سے پست حیثیت کے ہیں۔انہی کو زیادہ دیکھا کرو کیونکہ یہ تمہارے لیے شکر کا ایک راستہ ہے جمعہ کے دن نماز میں حاضر ہوئے بغیر سفر نہ کرنا، مگر یہ کہ خدا کی راہ میں جہاد کے لیے جانا ہو یا کوئی معذوری درپیش ہو، اور اپنے تمام کاموں میں اللہ کی اطاعت کرو کیونکہ اللہ کی اطاعت دوسری چیزوں پر مقدم ہے۔اپنے نفس کو بہانے کر کے عبادت کی راہ پر لاؤ اور اس کے ساتھ نرم رویہ رکھو، دباؤ سے کام نہ لو۔جب وہ دوسری فکروں سے فارغ البال اور چونچال ہو، اس وقت اس سے عبادت کا کام لو۔مگر جو واجب عبادتیں ہیں ان کی بات دوسری ہے۔انہیں تو بہر حال ادا کرنا ہے اور وقت پر بجالانا ہے۔اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ

موت تم پر آ پڑے اس حال میں کہ تم اپنے پروردگار سے بھاگے ہوئے دنیا طلبی میں لگے ہو اور فاسقوں کی صحبت سے بچے رہنا کیونکہ برائی برائی کی طرف بڑھا کرتی ہے اور اللہ کی عظمت وتوقیر کا خیال رکھو اور اس کے دوستوں سے دوستی کرو اور غصے سے ڈرو کیونکہ یہ شیطان کے لشکروں میں سے ایک بڑا لشکر ہے۔والسلام

مکتوب نمبر 70

والی مدینہ سہل ابن حنیف انصاری کے نام:

مدینے کے کچھ باشندوں کے بارے میں جو معاویہ سے جا کر مل گئے تھے:

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے یہاں کے کچھ لوگ چپکے چپکے معاویہ کی طرف کھسک رہے ہیں۔تم اس تعداد پر کہ جو نکل گئی ہے، اور اس کمک پر کہ جو جاتی رہی ہے ذرا افسوس نہ کرو، ان کے گمراہ ہو جانے اور تمہارے قلق واندوہ سے چھٹکارا پانے کے لیے یہی بہت ہے کہ وہ حق وہدایت کی طرف سے بھاگ رہے ہیں اور جہالت وگمراہی کی طرف دوڑ رہے ہیں۔یہ دنیا دار ہیں جو دنیا کی طرف جھک رہے ہیں اور اسی کی طرف تیزی سے لپک رہے ہیں۔ انہوں نے عدل کو پہچانا، دیکھا، سنا اور محفوظ کیا اور اسے خوب سمجھ لیا کہ یہاں حق کے اعتبار سے سب برابر سمجھے جاتے ہیں۔لہٰذا وہ ادھر بھاگ کھڑے ہوئے جہاں جنبہ داری وتخصیص برتی جاتی ہے۔خدا کی قسم وہ ظلم سے نہیں بھاگے اور عدل سے جا کر نہیں چمٹے اور ہم امیدوار ہیں کہ اللہ اس معاملہ کی ہر سختی کو آسان اور اس سنگلاخ زمین کو ہمارے لیے ہموار کرے گا ان شاءاللہ۔

مکتوب نمبر71

منذرابن جارودعبدی کے نام جب کہ اس نے خیانت کی بعض ان چیزوں میں جن کا انتظام آپ نے اس کے سپرد کیا تھا:

واقعہ یہ ہے کہ تمہارے باپ کی سلامت روی نے مجھے تمہارے بارے میں دھوکا دیا۔ میں یہ خیال کرتا تھا کہ تم بھی ان کی روش کی پیروی کرتے اوران کی راہ پر چلتے ہو گے۔ مگر اچانک مجھے تمہارے متعلق ایسی اطلاعات ملی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم اپنی خواہش نفسانی کی پیروی سے ہاتھ نہیں اٹھاتے اور آخرت کے لئے کوئی توشہ باقی رکھنا نہیں چاہتے تم اپنی آخرت گنوا کر دنیا بنا رہے ہو اور دین سے رشتہ توڑ کر اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کر رہے ہو، جو مجھے معلوم ہوتا ہے۔ اگر وہ سچ ہے، تو تمہارے گھر والوں کا اونٹ اور تمہاری جوتی کا تسمہ بھی تم سے بہتر ہے جو تمہارے طور طریقے کا آدمی ہو وہ اس لائق نہیں کہ اس کے ذریعہ کسی رخنہ کو پاٹا جائے یا کوئی کام انجام دیا جائے یا اس کا رتبہ بڑھایا جائے یا اسے امانت میں شریک کیا جائے یا خیانت کی روک تھام کے لئے اس پر اطمینان کیا جائے لہٰذا جب میرا خط ملے تو فوراً میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔ ان شاءاللہ

مکتوب نمبر72

عبداللہ ابن عباس رحمۃ اللہ کے نام:

تم اپنی زندگی کی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور نہ اس چیز کو حاصل کر سکتے ہو جو تمہارے

مقدر میں نہیں ہے اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ زمانہ دو دنوں پر تقسیم ہے ایک دن تمہارے موافق اور ایک دن تمہارا مخالف اور دنیا مملکتوں کے انقلاب و انتقال کا گھر ہے۔ اس میں جو چیز تمہارے فائدہ کی ہوگی وہ تمہاری کمزوری و ناتوانی کے باوجود پہنچ کر رہے گی اور جو چیز تمہارے نقصان کی ہوگی اسے تم قوت و طاقت سے بھی نہیں ہٹا سکتے۔

مکتوب نمبر 73

معاویہ کے نام:

میں تم سے سوال و جواب کے تبادلہ اور تمہارے خطوں کو توجہ کے ساتھ سننے میں اپنے طریقۂ کار کی کمزوری اور اپنی سمجھ کی غلطی کا احساس کر رہا ہوں اور تم اپنی جو خواہشوں کے منوانے کے مجھ سے درپے ہوتے ہو اور مجھ سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کئے ہوئے ہو تو ایسے ہو گئے ہو جیسے کوئی گہری نیند میں پڑا خواب دیکھ رہا ہو اور بعد میں اس کے خواب بے حقیقت ثابت ہوں یا جیسے کوئی حیرت زدہ منہ اٹھائے کھڑا ہو کہ نہ اس کے لیے جائے رفتن ہو نہ پائے ماندن اور اسے کچھ خبر نہ ہو کہ سامنے والی چیز اسے فائدہ دے گی یا نقصان پہنچائے گی۔ ایسا نہیں کہ تم بالکل ہی یہ شخص ہو بلکہ وہ تمہارے مانند ہے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کسی حد تک طرح دنیا میں مناسب نہ سمجھتا ہوتا تو میری طرف سے ایسی تباہیوں کا تمہیں سامنا کرنا پڑتا جو ہڈیوں کو توڑ دیتیں اور جسم پر گوشت کا نام و نشان نہ چھوڑتیں۔ اس بات کو خوب سمجھ لو کہ شیطان نے تمہیں اچھے کاموں کی طرف رجوع ہونے اور نصیحت کی باتیں سننے سے روک دیا ہے سلام اس پر جو سلام کے قابل ہے۔

نوشتہ74

جوحضرت نے قبیلہ ربیعہ اوراہل یمن کے مابین بطور معاہدہ تحریرفرمایا:(اسے ابن ہشام ابن سائب کلبی کی تحریر سے نقل کیا گیا ہے)

یہ ہے وہ عہد جس پر اہل یمن نے وہ شہری ہوں یا دیہاتی، اور قبیلہ ربیعہ نے وہ شہر میں آباد ہوں یا بادیہ نشین اتفاق کیا ہے کہ وہ سب کے سب کتاب اللہ پر ثابت قدم رہیں گے۔اسی کی طرف دعوت دیں گے۔اسی کے ساتھ حکم دیں گے اور جو اس کی طرف دعوت دے گا اور اس کی رو سے حکم دے گا اس کی آواز پر لبیک کہیں گے، نہ اس کے عوض کوئی فائدہ چاہیں گے اور نہ اس کے کسی بدل پر راضی ہوں گے، اور جو کتاب اللہ کے خلاف چلائے گا اور اسے چھوڑ دے گا اس کے مقابلہ میں متحد ہو کر ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں گے ان کی آواز ایک ہوگی اور وہ کسی سرزنش کرنے والے کی سرزنش کی وجہ سے، کسی غصہ کرنے والے کے غصہ کی وجہ سے اور ایک گروہ کے دوسرے گروہ کو ذلیل کرنے کی وجہ سے اور ایک جماعت کے دوسری جماعت کو گالی دینے سے اس عہد کو نہیں توڑیں گے۔بلکہ حاضر یا غیر حاضر کم عقل، عالم بردبار، جاہل سب اس کے پابند رہیں گے۔پھر اس عہد کی وجہ سے ان پر اللہ کا عہد و پیمان بھی لازم ہو گیا ہے، اور اللہ کا عہد پوچھا جائے گا۔(کاتب سطور علی ابن ابی طالبؑ)

مکتوب نمبر75

شروع شروع میںؑ جب آپ کی بیعت کی گئی تو آپ نے معاویہ ابن ابی سفیان کے نام تحریر

فرمایا۔(اسے واقدی نے کتاب الجمل میں تحریر کیا ہے)

خدا کے بندے علی امیر المومنینؑ کی طرف سے معاویہ ابن ابی سفیان کے نام

تمہیں معلوم ہے کہ میں نے لوگوں کے بارے میں پورے طور سے حجت ختم کر دی اور تمہارے معاملات سے چشم پوشی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ واقعہ ہو کر رہا کہ جسے ہونا تھا۔ یہ قصہ لمبا ہے اور باتیں بہت ہیں بہر حال جو گزرنا تھا گزر گیا۔ اور جسے آنا تھا آ گیا لہٰذا اٹھو اور اپنے یہاں کے لوگوں سے میری بیعت حاصل کرو اور اپنے ساتھیوں کے وفد کے ساتھ میرے پاس پہنچو۔ والسلام

وصیت 76

عبداللہ ابن عباس کے نام جب کہ انہیں بصرہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا:

لوگوں سے کشادہ روئی سے پیش آؤ۔ اپنی مجلس میں لوگوں کو راہ دو۔ حکم میں تنگی روا نہ رکھو غصہ سے پرہیز کرو، کیونکہ یہ شیطان کے لئے شگون نیک ہے اور اس بات کو جانے رہو کہ جو چیز تمہیں اللہ کے قریب کرتی ہے وہ دوزخ سے دور کرتی ہے اور جو چیز اللہ سے دور کرتی ہے وہ دوزخ سے قریب کرتی ہے۔

ھدایت 77

جو عبداللہ ابن عباس کو خوارج سے مناظرہ کرنے کے لئے بھیجتے وقت فرمائی:

تم ان سے قرآن کی رو سے بحث نہ کرنا، کیونکہ قرآن بہت سے معانی کا حامل ہوتا ہے اور

بہت سی وجہیں رکھتا ہے۔تم اپنی کہتے رہو گے وہ اپنی کہتے رہیں گے بلکہ تم حدیث سے ان کے سامنے استدلال کرنا وہ اس سے گریز کی کوئی راہ نہ پاسکیں گے۔

مکتوب 78

ابوموسیٰ اشعری کے نام!

حکمین کے سلسلہ میں ان کے ایک خط کے جواب میں، اسے سعید ابن یحییٰ اموی نے اپنی کتاب المغازی میں درج کیا ہے:

کتنے ہی لوگ ہیں جو آخرت کی بہت سی سعادتوں سے محروم ہو کر رہ گئے۔وہ دنیا کے ساتھ ہو لئے،خواہش نفسانی سے بولنے لگے۔میں اس معاملہ کی وجہ سے ایک حیرت و استعجاب کی منزل میں ہوں کہ جہاں ایسے لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں،تو خود بینی اور خود پسندی میں مبتلا ہیں۔ میں ان کے زخم کا مداوا تو کر رہا ہوں مگر ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ منجمد خون کی صورت اختیار کر کے لا علاج نہ ہو جائے۔تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص بھی امت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی جماعت بندی اور اتحاد باہمی کا خواہشمند نہیں ہے جس سے میری غرض صرف حسن ثواب اور آخرت کی سرفرازی ہے۔میں نے جو عہد کیا ہے اسے پورا کر کے رہوں گا۔اگر چہ تم اس نیک خیال سے کہ جو مجھ سے آخری ملاقات تک تمہارا تھا،اب پلٹ جاؤ،یقیناً وہ بد بخت ہے کہ جو عقل و تجربہ کے ہوتے ہوئے اس کے فوائد سے محروم رہے ہیں۔میں تو اس بات پر پیچ و تاب کھاتا ہوں کہ کوئی کہنے والا باطل بات کہے،یا کسی ایسے معاملے کو خراب کرے کہ جسے اللہ درست کر چکا ہو۔لہٰذا جس بات کو تم نہیں جانتے،اس کے در پے نہ ہو۔کیونکہ شریر لوگ

بری باتیں تم تک پہنچانے کے لئے اڑ کر پہنچا کریں گے۔ والسلام!

مکتوب 79

جو ظاہری خلافت پر متمکن ہونے کے بعد فوجی سپہ سالاروں کو تحریر فرمایا:

اگلے لوگوں کو اس بات نے تباہ کیا کہ انہوں نے لوگوں کے حق روک لئے تو انہوں نے رشوتیں دے کر اسے خریدا، اور انہیں باطل کا پابند بنایا، تو وہ اس کے پیچھے انہی راستوں پر چل کھڑے ہوئے۔

تمّ بابُ الکُتب بحمداللہ

ISLAMICMOBILITY.COM
IN THE AGE OF INFORMATION
IGNORANCE IS A CHOICE

"Wisdom is the lost property of the Believer,

let him claim it wherever he finds it"

Imam Ali (as)